کنزالمدارس بورڈ کے نصاب کے عین مطابق

سورۃ الحجرات والحدید کی آسان و عام فہم تفسیر بنام

تفسیر
سورۃ الحجرات و الحدید



مصنف: شیخ الحدیث والتفسیر، ابو صالح مفتی محمد قاسم قادری عطاری مدظلہ العالی

پیش لفظ

الحمدُللہ! کنز المدرس بورڈ نے جہاں اپنے نصاب کو جدید و قدیم کتب اور جدید ذرائع سے ہم آہنگ کرنے کی سعیِ جمیل کی ہے، وہیں پر کنزُ المدارس کا ایک احسن اقدام یہ بھی ہے کہ قرآنِ مجید جو ربُّ العالمین کی لاریب کتاب ہے اور زندگی کے ہر ہر پہلو پر تمام انسانوں کی کامل رہنمائی کرتا ہے۔اس کی مخصوص سورتیں (سورۂ بقرہ،اٰلِ عمران،نسآء،نور، حجرات) للبنات (گرلز) کے نصاب میں شامل کی گئی ہیں۔یقیناً سارا قرآن ہی ہدایت ورہنمائی کا سرچشمہ ہے مگر گرلز کے نصاب میں شامل ان سورتوں کو بالخصوص اس لئے داخلِ نصاب کیا گیا ہے کہ ان میں خواتین کے کثیر معاملات سے متعلق خصوصی رہنمائی کی گئی ہے۔جیسا کہ

سورۂ بقرہ میں عبادات جیسے نماز، زکوٰۃ، رمضان کے روزے، حجِ بیتُ اللہ، راہِ خدا میں جہاد، اِنفاق فی سبیلِ اللہ کے ساتھ ساتھ والدین اور رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنے، یتیموں کے ساتھ حُسنِ معاملہ کا حکم ہے۔اس کے علاوہ معاشرتی معاملات جیسے نکاح، طلاق، رضاعت، عدت، بیویوں کے ساتھ اِیلاء کرنے وغیرہ کے متعلق بالعموم تمام مسلمانوں کو اور بالخصوص خواتین کو ایک شرعی دستور فراہم کیا گیا ہے۔

اسی طرح سورۂ اٰلِ عمران میں حضرت مریم رضی اللہُ عنہا کی ولادت، ان کی پرورش، جس جگہ حضرت مریم رضی اللہُ عنہا کو اللہ پاک کی طرف سے رزق ملتا وہاں کھڑے ہو کر حضرت زکریا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا اولاد کے لئے دعا کرنا، حضرت مریم رضی اللہُ عنہا کو حضرت عیسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی ولادت کی بشارت ملنا اور حضرت عیسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے معجزات وواقعات کا بیان ہے۔

سورۂ نساء میں یتیم بچوں اور عورتوں کے حقوق اور ان سے متعلق احکام بیان کئے گئے ہیں جیسے یتیم بچوں کے مال کو اپنے مال میں ملا کر کھاجانے کو بڑا گناہ قرار دیا گیا۔ ناسمجھ یتیم بچوں کا مال ان کے حوالے کرنے سے منع کیا گیا اور جب وہ شادی کے قابل اور سمجھ دار ہو جائیں تو ان کا مال ان کے سپرد کر دینے کا حکم دیا گیا۔ یتیموں کے مال ناحق کھا جانے پر وعید بیان کی گئی۔ اسی طرح عورتوں کا مہر انہیں دینے کا حکم دیا گیا اور مہر سے متعلق چند اور مسائل بیان کئے گئے۔ میراث کے مال میں عورتوں کے باقاعدہ حصے مقرر کئے گئے۔ ان عورتوں کا ذکر کیا گیا جن سے نسب، رضاعت اور مُصاہرت کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے اور جن عورتوں سے کسی سبب کی وجہ سے عارضی طور پر نکاح حرام ہے۔ ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ شادی کرنے کے احکام بیان کئے گئے اور نافرمان عورت کی اصلاح کا طریقہ ذکر کیا گیا۔ نیز والدین، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، قریبی اور دور کے پڑوسیوں، مسافروں اور لونڈی غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک اور بھلائی کرنے کا حکم، میراث کے تفصیلی احکام، شوہر، بیوی کے

ایک دوسرے پر حقوق اور ازدواجی زندگی کے رہنما اصول، کبیرہ گناہوں سے بچنے کی فضیلت بیان کی گئی، حسد سے بچنے کا حکم دیا گیا، نیز تکبر، بخل اور ریاکاری کی مذمت، نیک اعمال کرنے اور گناہوں سے توبہ کرنے کی تلقین، اخلاقی اور ملکی معاملات کے اُصول بیان کئے گئے ہیں۔

سورۂ نور کی ابتدا میں بدکاری کرنے والے مردوں اور عورتوں کی شرعی سزا بیان کی گئی، نیز مشرک وبدکار مرد و عورت سے نکاح کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔ اسی طرح اس سورت میں پردہ، شرم وحیا اور عفت و عصمت کے احکام، پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانے اور اسے چار گواہوں سے ثابت نہ کرسکنے والے کی شرعی سزا، لعان کے احکام، اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا پر منافقین کی طرف سے لگائی جانے والی جھوٹی تہمت کا واقعہ، اجتماعی زندگی گزارنے کے اُصول کہ گھروں میں داخل ہوتے وقت اجازت لی جائے، نگاہوں کو جھکا کر رکھا جائے، شرم گاہوں کی حفاظت کی جائے، غیر مَحرم کے سامنے عورتیں اپنی زینت کی جگہیں ظاہر نہ کریں، جو لوگ شادی شدہ نہیں اور شادی کرنے کی استطاعت رکھتے ہوں تو ان کی شادی کر دی جائے اور جو شادی کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے وہ اپنی عفت و عصمت کی حفاظت کریں۔ تین اوقات میں غلاموں اور بچوں کے گھروں میں داخل ہونے کے احکام، قریبی رشتہ داروں اور دوستوں کے گھروں سے اجازت کے بغیر کھانے کا حکم بیان کیا گیا۔

سورۂ حجرات میں مسلمانوں کو معاشرتی آداب بتائے گئے اور ان کی اخلاقی تربیت کی گئی کہ تحقیق کئے بغیر کوئی خبر قبول نہ کریں، کسی مسلمان کے بارے میں بدگمانی نہ کریں، کسی کی غیبت نہ کریں، کسی کا نام نہ بگاڑیں اور کسی کا مذاق نہ اُڑائیں۔

الغرض ان پانچوں سورتوں میں جہاں عمومی طور پر مسلمانوں کو عبادات و معاملات و معاشرتی آداب کے احکام سکھائے گئے ہیں وہیں بالخصوص ایسے باطنی امراض کہ جو آج کے معاشرے میں زیادہ عام ہیں مثلاً حسد، غیبت، چغلی وغیرہ کے حوالے سے قرآنی احکام کے ذریعے رہنمائی کی گئی ہے۔

تاریخِ اِشاعت

پہلی بار: شعبان المعظم ۱۴۴۳ھ، مارچ 2022ء
تعداد: 5000 (پانچ ہزار)

سُوْرَةُ الْحُجُرَات

سورۂ حجرات کا تعارف

مقامِ نزول

سورۂ حجرات مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے۔ (1)

رکوع اور آیات کی تعداد

اس سورت میں 2 رکوع اور 18 آیتیں ہیں۔

''حجرات'' نام رکھنے کی وجہ

حجرات کا معنی'' حجرے اور کمرے '' ہیں ، اور اس سورت کی آیت نمبر 4 میں حجرات کا لفظ ہے اسی مناسبت سے اس سورت کا نام ''سورۃُ الحجرات'' ہے۔

سورۂ حجرات کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس سورت میں متعدد اُمور میں مسلمانوں کی تربیت فرمائی گئی ہے اور اس سورت میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں:

(1)......اس سورت کی ابتداء میں حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ کے خصوصی آداب بیان کئے گئے ہیں اور جو لوگ سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں اپنی آوازیں نیچی رکھتے ہیں انہیں بخشش اور بڑے ثواب کی بشارت دی گئی۔

(2)......مسلمانوں کو معاشرتی آداب بتائے گئے اور ان کی اَخلاقی تربیت کی گئی کہ تحقیق کئے بغیر کوئی خبر قبول نہ کریں، کسی مسلمان کے بارے میں بدگمانی نہ کریں، کسی کی غیبت نہ کریں، کسی کا نام نہ بگاڑیں اور کسی کا مذاق نہ اُڑائیں۔

1......خازن، تفسير سورة الحجرات، ٤/١٦٣.

(3)...... یہ حکم دیا گیا کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دی جائے اور اگر وہ صلح نہ کریں تو ان میں سے جو گروہ باطل پر ہو تو اس کے ساتھ جنگ کی جائے یہاں تک کہ وہ راہِ راست پر گامزن ہو جائے۔

(4)......اس سورت کے آخر میں اپنے ایمان کا احسان جتانے والوں کی سرزَنِش کی گئی اور یہ بتایا گیا کہ کسی کا اسلام قبول کرنا اللّٰہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر کوئی احسان نہیں ہے نیز حقیقی مسلمان وہ ہے جو اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لائے پھر وہ دین کے کسی کام میں شک نہ کرے اور اپنی جان اور مال سے اللّٰہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے۔

سورۂ فتح کے ساتھ مناسبت

سورۂ حجرات کی اپنے سے ماقبل سورت ''فتح'' کے ساتھ **ایک مناسبت** یہ ہے کہ سورۂ فتح میں کفار کے ساتھ جہاد کرنے کے بارے میں بیان ہوا اور سورۂ حجرات میں باغیوں کے ساتھ جہاد کرنے کے بارے میں بیان ہوا۔ **دوسری مناسبت** یہ ہے کہ دونوں سورتوں میں حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عظمت و شان اور مقام و مرتبہ بیان کیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمۂ کنزالایمان: اللّٰہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اللّٰہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اللّٰہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللّٰہ سے ڈرو بے شک اللّٰہ سُنتا جانتا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے ایمان والو! اللّٰہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللّٰہ سے ڈرو بیشک اللّٰہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا: اے ایمان والو!۔﴾ اس آیت میں اللّٰہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کا ادب واحترام ملحوظ رکھنے کی تعلیم دی ہے اور آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے ایمان والو! اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی اجازت کے بغیر کسی قول اور فعل میں اصلاً ان سے آگے نہ بڑھنا تم پر لازم ہے کیونکہ یہ آگے بڑھنا رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے ادب واحترام کے خلاف ہے جبکہ بارگاہِ رسالت میں نیازمندی اور آداب کا لحاظ رکھنا لازم ہے اور تم اپنے تمام اَقوال واَفعال میں اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ اگر تم اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرو گے تو یہ ڈرنا تمہیں آگے بڑھنے سے روکے گا اور ویسے بھی اللّٰہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ تمہارے تمام اقوال کو سنتا اور تمام افعال کو جانتا ہے اور جس کی ایسی شان ہے اس کا حق یہ ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔

اس آیت کے شانِ نزول سے متعلق مختلف روایات ہیں، ان میں سے دو رِوایات درجِ ذیل ہیں،

(1)...... چند لوگوں نے عیدُ الاضحیٰ کے دِن سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سے پہلے قربانی کر لی تو ان کو حکم دیا گیا کہ دوبارہ قربانی کریں۔

(2)...... حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا سے مروی ہے کہ بعض لوگ رمضان سے ایک دن پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے، ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ روزہ رکھنے میں اپنے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سے آگے نہ بڑھو۔[1]

مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں: (اس آیت کا) شانِ نزول کچھ بھی ہو مگر یہ حکم سب کو عام ہے یعنی کسی بات میں، کسی کام میں حضور عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام سے آگے ہونا منع ہے، اگر حضور عَلَیْهِ السَّلَام کے ہمراہ راستہ

1 ......خازن، الحجرات، تحت الآية: ١، ٤/١٦٣-١٦٤، جلالين، الحجرات، تحت الآية: ١، ص٤٢٦، مدارك، الحجرات، تحت الآية: ١، ص١١٤٩-١١٥٠، ملتقطاً.

میں جارہے ہوں تو آگے آگے چلنا منع ہے مگر خادم کی حیثیت سے یا کسی ضرورت سے اجازت لے کر (چلنا منع نہیں)، اگر ساتھ کھانا ہو تو پہلے شروع کر دینا ناجائز، اسی طرح اپنی عقل اور اپنی رائے کو حضور عَلَیْهِ السَّلَام کی رائے سے مقدم کرنا حرام ہے۔ (1)

آیت ”لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ“ سے متعلق 5 باتیں

یہاں اس آیت سے متعلق 5 باتیں ملاحظہ ہوں

(1)......اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی شان اتنی بلند ہے کہ ان کی بارگاہ کے آداب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائے ہیں۔

(2)......اس آیت میں اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ دونوں سے آگے نہ بڑھنے کا فرمایا گیا حالانکہ اللہ تعالیٰ سے آگے ہونا ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ وہ نہ زمانہ میں ہے نہ کسی مکان میں اور آگے ہونا یا زمانہ میں ہوتا ہے یا جگہ میں، معلوم ہوا کہ آیت کا مقصد یہ ہے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سے آگے نہ بڑھو، ان کی بے ادبی دراصل اللہ تعالیٰ کی بے ادبی ہے۔ (2)

(3)......حضور پُرنور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے خادم کی حیثیت سے یا کسی ضرورت کی بنا پر آپ سے اجازت لے کر آگے بڑھنا اس ممانعت میں داخل نہیں ہے، لہٰذا احادیث میں جو بعض صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ کا نبی کریم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے آگے آگے چلنا مذکور ہے وہ اس آیت میں داخل نہیں کیونکہ ان کا چلنا خادم کی حیثیت سے تھا، یونہی حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ کا امامت کروانا بھی اس میں داخل نہیں کیونکہ آپ کا یہ عمل حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی اجازت سے تھا۔

(4)......علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں: علماءِ کرام چونکہ انبیاءِ کرام عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وارث ہیں اس لئے ان سے آگے بڑھنا بھی اس ممانعت میں داخل ہے اور اس کی دلیل حضرت ابو درداء رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے مروی وہ روایت ہے جس میں آپ فرماتے ہیں: حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے مجھے حضرت ابوبکر صدیق

---

1 ......شان حبیب الرحمٰن، ص۲۲۴۔

2 ......شان حبیب الرحمٰن، ص۲۲۴-۲۲۵، ملخصاً۔

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے آگے چلتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا ’’اے ابودرداء! کیا تم اس کے آگے چلتے ہو جو تم سے بلکہ ساری دنیا سے افضل ہے۔ (1)

یاد رہے کہ یہ ادب ان علماءِ کرام کے لئے ہے جو اہلِ حق اور باعمل ہیں کیونکہ یہی علماء درحقیقت انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وارث ہیں جبکہ بد مذہبوں کے علماء اور بے عمل عالم اس ادب کے مستحق نہیں ہیں۔

(5)......بعض ادب والے لوگ بزرگوں یا قرآن شریف کی طرف پیٹھ نہیں کرتے، ان کے اس عمل کا ماخذ یہ آیت ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اَکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو اور ان کے حضور زیادہ بلند آواز سے کوئی بات نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے بلند آواز سے بات کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

﴿**یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ**: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو۔﴾ اس آیتِ مبارکہ میں بھی اللّٰہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دو عظیم آداب

1......روح البیان، الحجرات، تحت الآیة: ۱، ۹/ ۶۲.

سکھائے ہیں، **پہلا ادب یہ ہے** کہ اے ایمان والو! جب نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تم سے کلام فرمائیں اور تم ان کی بارگاہ میں کچھ عرض کرو تو تم پر لازم ہے کہ تمہاری آواز ان کی آواز سے بلند نہ ہو بلکہ جو عرض کرنا ہے وہ آہستہ اور پَست آواز سے کرو۔ **دوسرا ادب یہ ہے** کہ حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھو اور جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہو اس طرح نہ پکارو بلکہ تمہیں جو عرض کرنا ہو وہ ادب و تعظیم اور توصیف وتکریم کے کلمات اور عظمت والے اَلقاب کے ساتھ عرض کرو جیسے یوں کہو: **یارسولَ اللّٰہ**! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، **یانَبِیَّ اللّٰہ**! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، کیونکہ ترکِ ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے اور اس کی تمہیں خبر بھی نہ ہوگی۔[1]

مفسرین نے اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں مختلف روایات ذکر کی ہیں، ان میں سے چند روایت درج ذیل ہیں:

(1)......حضرت ابن اَبی مُلیکہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: دو بہترین حضرات ہلاک ہونے کے قریب جا پہنچے تھے، ہُوا یوں کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں اس وقت اپنی آوازیں اونچی کردی تھیں جب بنو تمیم کے سوار بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تھے، اُن میں سے ایک صاحب نے بنی مجاشع کے بھائی اقرع بن حابس کی طرف اشارہ کیا (کہ انہیں ان کی قوم کا حاکم بنا دیا جائے) اور دوسرے نے ایک اور شخص کی جانب اشارہ کیا۔ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہا: آپ (یہ کہہ کر) میری مخالفت کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا: میں تو آپ کی مخالفت کرنا نہیں چاہتا۔ یہ گفتگو کرتے ہوئے ان دونوں حضرات کی آوازیں بلند ہوگئیں، اس پر اللّٰہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ ... **الایہ**"۔[2]

صحیح بخاری شریف کی دوسری روایت میں ہے، حضرت **عبداللّٰہ** بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے یہی واقعہ مروی ہے، البتہ اس کے آخر میں یہ ہے کہ "اس گفتگو کے دوران ان کی آوازیں بلند ہوگئیں تو اس معاملے میں یہ آیت

1 ......قرطبی، الحجرات، تحت الآیۃ: ٢، ٨/٢٢٠، الجزء السادس عشر.

2 ......بخاری، کتاب التفسیر، باب لا ترفعوا اصواتکم... الخ، ٣/٣٣١، الحدیث: ٤٨٤٥.

نازل ہوئی ”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا“ یہاں تک کہ آیت (”وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ“ تک) پوری ہوگئی۔[1] اس صورت میں اس شانِ نزول کا تعلق آیت نمبر 1 اور 2 دونوں سے ہے۔

(2)......دوسرا شانِ نزول یہ بیان ہوا ہے کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں منافقین اپنی آوازیں بلند کیا کرتے تھے تاکہ کمزور مسلمان (اس معاملے میں) ان کی پیروی کریں، اس پر مسلمانوں کو بارگاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں آواز بلند کرنے سے منع کر دیا گیا (تاکہ منافق اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوں)[2]

(3)......تیسرا شانِ نزول یہ بیان کیا گیا ہے، حضرت عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت ثابت بن قیس بن شماس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں نازل ہوئی، وہ اونچا سنا کرتے تھے، اُن کی آواز بھی اُونچی تھی اور بات کرنے میں آواز بلند ہو جایا کرتی تھی اور بعض اوقات اس سے حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اَذِیَّت ہوتی تھی۔[3]

حضرت ثابت بن قیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بلند آواز سے بات کرنا اگرچہ اونچا سننے کی معذوری کی بنا پر تھا لیکن معذوری اونچا سننا تھا نہ کہ اونچا بولنا کیونکہ اونچا سننے والے کیلئے اونچا بولنا تو ضروری نہیں اور اونچا سننے والے کو سمجھایا جائے کہ بھائی، تمہیں اونچا سنتا ہے، دوسروں کو نہیں لہٰذا تم اپنی آواز پَست رکھو تو اس کہنے میں حرج نہیں بلکہ یہ عین درست اور قابلِ عمل بات ہے اور تیسرے شانِ نزول کے اعتبار سے یہی تفہیم کی گئی ہے۔

نوٹ: اس آیت کے شانِ نزول سے متعلق اور بھی روایات ہیں، ممکن ہے کہ اس آیت کے نزول سے پہلے مختلف اسباب پیدا ہوئے ہوں اور بعد میں ایک ہی مرتبہ یہ آیت نازل ہوگئی ہو، جیسا کہ علامہ ابنِ حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس بات سے کوئی چیز مانع نہیں کہ آیت کا نزول مختلف اَسباب کی وجہ سے ہوا ہو جو آیت نازل ہونے سے پہلے وقوع پَزیر ہوئے تھے اور جب ان (روایات جن میں یہ) اَسباب (بیان ہوئے،) کی اسناد صحیح ہیں اور ان میں تطبیق واضح ہے تو پھر ان میں سے کسی کو ترجیح نہیں دی جاسکتی۔[4]

1......بخاری، کتاب التفسیر، باب اِنّ الذین یُنادونك... الخ، ۳/۳۳۲، الحدیث: ۴۸۴۷.

2......قرطبی، الحجرات، تحت الآیة: ۲، ۸/۲۲۰، الجزء السادس عشر.

3......مدارك، الحجرات، تحت الآیة: ۲، ص ۱۱۵۰.

4......فتح الباری، کتاب التفسیر، باب لاترفعوا اصواتکم... الخ، ۹/۵۱۰، تحت الحدیث: ۴۸۴۶.

نیز یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے کوئی بے ادبی سرزد ہوئی ہو جس پر انہیں تنبیہ کی گئی ہو، عین ممکن ہے کہ پیش بندی کے طور پر انہیں یہ آداب تعلیم فرمائے گئے ہوں اور بے ادبی کی سزا سے آگاہ کیا گیا ہو۔

آیت ” لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ “ کے نزول کے بعد صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کا حال

جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ بہت محتاط ہو گئے اور تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے گفتگو کے دوران بہت سی احتیاطوں کو اپنے اوپر لازم کرلیا تاکہ آواز زیادہ بلند نہ ہو جائے، نیز اپنے علاوہ دوسروں کو بھی اس ادب کی سختی سے تلقین کرتے تھے، اسی طرح آپ کے وصالِ ظاہری کے بعد آپ کے روضۂ انور کے پاس (خود بھی آواز بلند نہ کرتے اور) دوسروں کو بھی آواز اونچی کرنے سے منع کرتے تھے، یہاں اسی سے متعلق 6 واقعات ملاحظہ ہوں:

(1)......حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: جب یہ آیت ” یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ “ نازل ہوئی تو میں نے عرض کی: یارسولَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اللّٰہ تعالیٰ کی قسم! آئندہ میں آپ سے سرگوشی کے انداز میں بات کیا کروں گا۔ [1]

(2)......حضرت عبداللّٰہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: یہ آیت نازل ہونے کے بعد حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا حال یہ تھا کہ آپ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں بہت آہستہ آواز سے بات کرتے حتّٰی کہ بعض اوقات حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو بات سمجھنے کے لئے دوبارہ پوچھنا پڑتا کہ کیا کہتے ہو۔ [2]

(3)......حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور (اللّٰہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے) کہنے لگے: میں اہلِ نار سے ہوں۔ (جب یہ کچھ عرصہ بارگاہِ رسالت میں حاضر نہ ہوئے تو) حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت سعد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے اُن کا حال دریافت فرمایا، انہوں نے عرض کی: وہ میرے پڑوسی ہیں اور میری معلومات کے مطابق انہیں کوئی بیماری بھی نہیں ہے۔ حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے کہا: یہ آیت نازل

1 ...... کنز العمال، کتاب الاذکار، قسم الافعال، فصل فی التفسیر، سورة الحجرات، ۱/۲۱۴، الجزء الثانی، الحدیث: ۴۶۰۴.

2 ...... ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة الحجرات، ۵/۱۷۷، الحدیث: ۳۲۷۷.

ہوئی ہے اور تم لوگ جانتے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ بلند آواز ہوں (اور جب ایسا ہے) تو میں جہنمی ہو گیا۔حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ صورتِ حال حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''(وہ جہنمی نہیں) بلکہ وہ جنت والوں میں سے ہیں۔ [1]

نوٹ: صحیح مسلم کی اس روایت میں حضرت سعد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ذکر ہے اور تفسیر ابنِ منذر میں حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ہی مروی یہی واقعہ مذکور ہے، اس میں حضرت سعد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بجائے حضرت سعد بن عبادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ذکر ہے، اس کے بارے میں علامہ ابنِ حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: حضرت سعد بن عبادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پوچھنا زیادہ درست ہے کیونکہ آپ کا تعلق حضرت ثابت بن قیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے قبیلہ (خزرج) سے ہے اور حضرت سعد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مقابلے میں ان کا حضرت ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا پڑوسی ہونا زیادہ واضح ہے کیونکہ حضرت سعد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا تعلق دوسرے قبیلے (یعنی اَوس) سے تھا۔ [2]

نیز اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ بخاری شریف کی روایت کے مطابق یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب بنو تمیم کا وفد سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور یہ سن 9 ہجری کا واقعہ ہے جبکہ حضرت سعد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تو سن 5 ہجری میں غزوہ بنو قریظہ کے بعد وفات پا گئے تھے اور حضرت سعد بن عبادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی وفات نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے وصالِ ظاہری کے بہت بعد کی ہے۔

(4)......حضرت نعمان بن بشیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے منبر کے پاس تھا، ایک شخص نے کہا: اسلام لانے کے بعد اگر میں صرف حاجیوں کو پانی پلانے کے علاوہ اور کوئی کام نہ کروں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ دوسرے شخص نے کہا: اسلام لانے کے بعد اگر میں مسجدِ حرام کو آباد کرنے کے علاوہ اور کوئی کام نہ کروں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ تیسرے شخص نے کہا: اللّٰہ تعالٰی کی راہ میں جہاد کرنا تمہاری کہی ہوئی باتوں سے افضل ہے۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے انہیں ڈانٹتے ہوئے فرمایا: ''رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے

1 ......مسلم، کتاب الایمان، باب مخافة المؤمن ان یحبط عمله، ص٧٣، الحدیث: ١٨٧(١١٩).

2 ......فتح الباری، کتاب المناقب، باب علامات النّبوة فی الاسلام، ٥١٧/٧، تحت الحدیث: ٣٦١٣.

منبر کے پاس اپنی آواز بلند نہ کرو۔ [1]

(5)......ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مسجدِ نبوی میں دو شخصوں کی بلند آواز سنی تو آپ (ان کے پاس) تشریف لائے اور فرمایا ''کیا تم دونوں جانتے ہو کہ کہاں کھڑے ہو؟ پھر ارشاد فرمایا: تم کس علاقے سے تعلق رکھتے ہو؟ دونوں نے عرض کی: ہم طائف کے رہنے والے ہیں: ارشاد فرمایا: اگر تم مدینہ منورہ کے رہنے والے ہوتے تو میں (یہاں آواز بلند کرنے کی وجہ سے) تمہیں ضرور سزا دیتا (کیونکہ مدینہ منورہ میں رہنے والے دربارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے آداب سے خوب واقف ہیں)۔ [2]

(6)......اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: امیر المومنین عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے روضۂ انور کے پاس کسی کو اونچی آواز سے بولتے دیکھا، فرمایا: کیا اپنی آواز نبی کی آواز پر بلند کرتا ہے، اور یہی آیت (یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ) تلاوت کی۔ (ہوسکتا ہے کہ واقعہ وہی ہو جو اوپر چار نمبر کے تحت بیان ہوا ہے۔) [3]

آیت " لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ " میں دیئے گئے حکم پر دیگر بزرگانِ دین کا عمل

صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ نے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں بھی اور وصالِ ظاہری کے بعد بھی آپ کی بارگاہ کا بے حد ادب واحترام کیا اور اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ کے جو آداب انہیں تعلیم فرمائے انہیں دل و جان سے بجالائے، اسی طرح ان کے بعد تشریف لانے والے دیگر بزرگانِ دین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ نے بھی دربارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے آداب کا خوب خیال رکھا اور دوسروں کو بھی وہ آداب بجالانے کی تلقین کی، چنانچہ یہاں ان کی سیرت کے اس پہلو سے متعلق 3 واقعات ملاحظہ ہوں:

(1)......ابو جعفر منصور بادشاہ مسجدِ نبوی میں حضرت امام مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ایک مسئلے کے بارے میں گفتگو کر رہا تھا، (اس دوران اس کی آواز کچھ بلند ہوئی تو) امام مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس سے فرمایا: اے مسلمانوں کے امیر! اس

1......مسلم، کتاب الامارة، باب فضل الشّهادة فی سبیل اللّٰه تعالی، ص۱۰۴٤، الحدیث: ۱۱۱(۱۸۷۹).
2......ابن کثیر، الحجرات، تحت الآیة: ۲، ۷/۳٤۳.
3......فتاوی رضویہ، ۱۵/۱۶۹۔

مسجد میں آواز بلند نہ کر کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت کو ادب سکھایا اور فرمایا:

لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ (1)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو۔

اور ایک جماعت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰىؕ-لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک جو لوگ اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازیں نیچی رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے، ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

اور ایک جماعت کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ (3)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

بے شک وصال کے بعد بھی حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عزت ایسی ہے جیسی آپ کی ظاہری حیات میں تھی۔ (یہ سن کر) ابو جعفر نے عاجزی کا اظہار کیا اور کہا: اے ابو عبد اللہ! میں قبلہ رُو ہو کر دعا کروں یا، رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف رخ کروں؟ امام مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: تُو حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے کیوں رُخ پھیرتا ہے حالانکہ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تیرے اور تیرے جدِ امجد حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وسیلہ ہیں، تُو حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف رُخ کر اور شفاعت کی درخواست کر، اللہ تعالیٰ تیرے لئے شفاعت قبول فرمائے گا۔ (4)

(2)......امام مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ (مسجدِ نبوی میں درس دیا کرتے تھے، جب ان) کے حلقۂ درس میں لوگوں کی تعداد زیادہ ہوئی تو ان سے عرض کی گئی: آپ ایک آدمی مقرر کر لیں جو (آپ سے حدیث پاک سن کر) لوگوں کو سنا دے۔ امام مالک رَضِیَ

1......حجرات: ٢.

2......حجرات: ٣.

3......حجرات: ٤.

4......الشفاء، القسم الثانی، الباب الاول، فصل واعلم ان حرمة النّبی صلی اللّٰہ علیه وسلم... الخ، ص ٤١، الجزء الثانی.

اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ (1)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو۔

اور رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عزت وحرمت زندگی اور وفات دونوں میں برابر ہے (اس لئے میں یہاں کسی شخص کو آواز بلند کرنے کے لئے ہرگز مقرر نہیں کرسکتا)۔ (2)

(3)...... حضرت سلیمان بن حرب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ایک دن حضرت حماد بن زید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے حدیث پاک بیان کی تو ایک شخص کسی چیز کے بارے میں کلام کرنے لگ گیا، اس پر حضرت حماد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ غضبناک ہوئے اور کہا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ (3)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو۔

اور میں کہہ رہا ہوں کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا جبکہ تم کلام کررہے ہو (یعنی آواز اگرچہ میری ہے لیکن کلام تو حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ہے، پھر تم اس کلام کو سنتے ہوئے کیوں گفتگو کررہے ہو)۔ (4)

آیت ” لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ “ سے متعلق 3 اہم باتیں

یہاں اس آیت سے متعلق 3 اہم باتیں ملاحظہ ہوں:

(1)...... بارگاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا جو ادب واحترام اس آیت میں بیان ہوا، یہ آپ کی ظاہری حیاتِ مبارکہ کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ آپ کی وفاتِ ظاہری سے لے کر تا قیامت بھی یہی ادب واحترام باقی ہے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اب بھی حاجیوں کو حکم ہے کہ جب روضۂ پاک پر حاضری نصیب ہو تو سلام بہت آہستہ کریں اور کچھ دور کھڑے ہوں بلکہ بعض فُقَہا نے تو حکم دیا ہے کہ جب حدیثِ پاک کا درس ہو رہا ہو تو وہاں دوسرے لوگ بلند آواز سے نہ بولیں کہ اگرچہ بولنے والا (یعنی حدیثِ پاک کا درس دینے والا) اور ہے مگر کلام تو

1...... حجرات: ۲.

2...... الشفاء، القسم الثانی، الباب الاول، فصل واعلم ان حرمة النّبی صلی اللّٰه علیه وسلم... الخ، ص ٤٣، الجزء الثانی.

3...... حجرات: ۲.

4...... شعب الایمان، الخامس عشر من شعب الایمان... الخ، ۲/ ۲۰٦، روایت نمبر: ۱٥٤٦.

رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ہے۔[1]

(2)...... بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں ایسی آواز بلند کرنا منع ہے جو آپ کی تعظیم وتوقیر کے برخلاف ہے اور بے ادبی کے زُمرے میں داخل ہے اور اگر اس سے بے ادبی اور توہین کی نیت ہو تو یہ کفر ہے، لہٰذا جنگ کے دوران یا اَشعار کی صورت میں کفار کی مذمت بیان کرنے کے دوران صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی جو آوازیں بلند ہوئیں وہ اس آیت میں داخل نہیں کیونکہ یہ تعظیم وتوقیر کے خلاف نہ تھیں بلکہ بعض مقامات پر نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اجازت سے تھیں، اسی طرح اذان کے وقت جو آواز بلند ہوئی وہ بھی اس میں داخل نہیں کیونکہ اذان ہوتی ہی بلند آواز سے ہے۔

(3)......علماءِ کرام کی مجالس میں بھی آواز بلند کرنا ناپسندیدہ ہے کیونکہ یہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وارث ہیں۔[2]

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰىؕ-لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ(۳)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسولُ اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک جو لوگ اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازیں نیچی رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے، ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

﴿ **اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ:** بیشک جو لوگ اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازیں نیچی رکھتے ہیں۔﴾ **شانِ نزول:** جب یہ آیت "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ" نازل ہوئی تو اس کے بعد حضرت

---

1 ......شان حبیب الرحمٰن، ص۲۲۵۔

2 ......قرطبی، الحجرات، تحت الآیة: ۲، ۸/۲۲۰، الجزء السادس عشر.

ابوبکرصدیق، حضرت عمر فاروق اور کچھ دیگر صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمۡ نے بہت احتیاط لازم کر لی اور سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمتِ اَقدس میں بہت ہی پَست آواز سے عرض معروض کرتے (جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے)، ان حضرات کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے عمل کو سراہتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ''بیشک جو لوگ ادب اور تعظیم کے طور پر اللّٰہ تعالیٰ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں اپنی آوازیں پَست رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللّٰہ تعالیٰ نے پرہیز گاری کے لئے پَرَکھ لیا (اور ان میں موجود پرہیز گاری کو ظاہر فرما دیا) ہے، ان کے لیے آخرت میں بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ (1)

آیت ''اِنَّ الَّذِیۡنَ یَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَھُمۡ'' سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے 5 باتیں معلوم ہوئیں

(1)......تمام عبادات بدن کا تقویٰ ہیں اور حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ادب دل کا تقویٰ ہے۔

(2)......اللّٰہ تعالیٰ نے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمۡ کے دل تقویٰ کے لئے پَرَکھ لئے ہیں تو جو انہیں مَعَاذَاللّٰہ فاسق مانے وہ اس آیت کا مُنکر ہے۔

(3)......صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمۡ انتہائی پرہیز گار اور اللّٰہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرنے والے تھے کیونکہ جس نے نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اللّٰہ تعالیٰ کا رسول مان لیا اور آپ کی اس قدر تعظیم کی کہ آپ کے سامنے اس ڈر سے اپنی آواز تک بلند نہ کی کہ کہیں بلند آواز سے بولنے کی بنا پر اس کے اعمال ضائع نہ ہو جائیں تو اس کے دل میں اللّٰہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کا خوف کتنا زیادہ ہوگا۔

(4)......حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمَا کی بخشش یقینی ہے کیونکہ اللّٰہ تعالیٰ نے ان کی بخشش کا اعلان فرما دیا ہے۔

(5)......ان دونوں بزرگوں کا اجر و ثواب ہمارے وہم و خیال سے بالا ہے کیونکہ اللّٰہ تعالیٰ نے اسے عظیم فرمایا ہے۔

حضرت ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی شان

حضرت ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے اپنی معذوری کے باوجود اپنے اوپر یہ لازم کر لیا تھا کہ وہ کبھی نبیِّ کریم صَلَّی

1......جلالین مع صاوی، الحجرات، تحت الآیۃ: ٣، ١٩٨٧/٥-١٩٨٨.

اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی آواز پر اپنی آواز بلند نہیں کریں گے، ان کے بارے میں حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ہم اہلِ جنت میں سے ایک شخص کو اپنے سامنے چلتا ہوا دیکھتے تھے اور جب یمامہ کے مقام پر مُسیلمہ سے جنگ ہوئی تو حضرت ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دیکھا کہ مسلمانوں کا ایک گروہ شکست کھا گیا ہے، یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا: ان لوگوں پر افسوس ہے، پھر حضرت حذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے غلام حضرت سالم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے فرمایا: ہم رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ اللّٰہ تعالیٰ کے دشمنوں سے اس طرح جنگ نہیں کیا کرتے تھے۔ پھر یہ دونوں ڈٹ گئے اور لڑائی کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔ حضرت ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شہادت کے بعد ایک صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے انہیں خواب میں دیکھا، انہوں نے فرمایا: فلاں شخص میری زِرع اتار کر لے گیا ہے اور وہ لشکر کے کونے میں گھوڑے کے پاس پتھر کی ہنڈیا کے نیچے رکھی ہوئی ہے، لہٰذا آپ حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس جائیں اور انہیں اس کی خبر دیں تاکہ وہ میری زِرع واپس لے سکیں اور رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس جائیں اور ان سے عرض کریں: مجھ پر قرض ہے، تاکہ وہ میرا قرض ادا کردیں اور میرا فلاں غلام آزاد ہے۔ چنانچہ ان صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اس کی خبر دی تو انہوں نے زِرع اور گھوڑے کو اسی طرح پایا جیسے حضرت ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بیان فرمایا تھا، انہوں نے زِرع لے لی اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اس خواب کی خبر دی۔ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی وصیت کو نافذ کردیا۔ حضرت مالک بن انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: مجھے اس وصیت کے علاوہ کوئی ایسی وصیت معلوم نہیں جو کسی کی وفات کے بعد نافذ کی گئی ہو۔ (1)

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

1 ......صاوی، الحجرات، تحت الآیۃ: ۳، ۱۹۸۸/۵.

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ: بیشک جولوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں۔﴾ شانِ نزول: بنوتمیم کے چندلوگ دوپہر کے وقت رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں پہنچے، اس وقت حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ آرام فرما رہے تھے، ان لوگوں نے حُجروں کے باہر سے حضورِ اَقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو پکارنا شروع کردیا اور حضور پُرنور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ باہر تشریف لے آئے، ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی جلالتِ شان کو بیان فرمایا گیا کہ سیّدُ المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہِ اقدس میں اس طرح پکارنا جہالت اور بے عقلی ہے۔ (1)

وَ لَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُ جَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۵

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ اُن کے پاس تشریف لاتے تو یہ اُن کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم ان کے پاس خود تشریف لے آتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا: اور اگر وہ صبر کرتے۔﴾ اس آیت میں ان لوگوں کو ادب کی تلقین کی گئی کہ انہیں رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو پکارنے کی بجائے صبر اور انتظار کرنا چاہئے تھا یہاں تک کہ حضورِ اَقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خود ہی مُقدّس حجرے سے باہر نکل کر ان کے پاس تشریف لے آتے اور اس کے بعد یہ لوگ اپنی عرض پیش کرتے۔ اگر وہ اپنے اوپر لازم اس ادب کو بجالاتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور جن سے یہ بے ادبی سرزد ہوئی ہے اگر وہ توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ اُنہیں بخشنے والا اور ان پر مہربانی فرمانے والا ہے۔ (2)

1 ......مدارك، الحجرات، تحت الآية: ٤، ص ١١٥١، ملخصاً.

2 ......خازن، الحجرات، تحت الآية: ٥، ٤/١٦٦، روح البيان، الحجرات، تحت الآية: ٥، ٩/٦٨، ملخصاً.

علماء اور اساتذہ کی بارگاہ میں حاضری کا ایک ادب

اس آیت سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالٰی کی بارگاہ کے مُقرّب بندوں اور باعمل علماء کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو ان کے آستانے کا دروازہ بجا کر جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ انتظار کرنا چاہئے تاکہ وہ اپنے معمول کے مطابق آستانے سے باہر تشریف لے آئیں۔ ہمارے بزرگانِ دین کا یہی طرزِ عمل ہوا کرتا تھا، چنانچہ بلند پایہ عالم حضرت ابوعبید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرمایا کرتے تھے: میں نے کبھی بھی کسی استاد کے دروازہ پر دستک نہیں دی بلکہ میں ان کا انتظار کرتا رہتا اور جب وہ خود تشریف لاتے تو میں ان سے اِستفادہ حاصل کرتا۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا حضرت اُبی بن کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے قرآنِ مجید کی تعلیم حاصل کرنے ان کے گھر تشریف لے جاتے تو دروازے کے پاس کھڑے ہو جاتے اور ان کا دروازہ نہ کھٹکھٹاتے (بلکہ خاموشی سے ان کا انتظار کرتے) یہاں تک کہ وہ اپنے معمول کے مطابق باہر تشریف لے آتے۔ حضرت اُبی بن کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا یہ طرزِ عمل بہت برا معلوم ہوا تو آپ نے ان سے فرمایا: آپ نے دروازہ کیوں نہیں بجایا (تاکہ میں فوراً باہر آجاتا اور آپ کو انتظار کی زحمت نہ اٹھانی پڑتی؟) حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے جواب دیا: عالم اپنی قوم میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح نبی اپنی امت میں ہوتا ہے (یعنی عالم نبی کا وارث ہوتا ہے) اور (چونکہ) اللہ تعالٰی نے اپنے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے "وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ" (اس لئے میں نے بھی دروازہ بجانے کی بجائے آپ کے خود ہی تشریف لے آنے کا انتظار کیا)۔

علامہ آلوسی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنا طرزِ عمل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں نے یہ واقعہ بچپن میں پڑھا تھا، اس کے بعد میں عمر بھر اسی کے مطابق اپنے استادوں کے ساتھ معاملہ کرتا رہا۔ (1)

آیت "وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا" سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے مزید دو باتیں معلوم ہوئیں،

1 ......روح المعانی، الحجرات، تحت الآیۃ: ۵، ۴۱۲/۱۳۔

(1)......اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دربار شریف کے آداب اللّٰہ تعالیٰ نے بنائے اور اسی نے سکھائے ہیں، یادرہے کہ یہ آداب صرف انسانوں پر ہی جاری نہیں بلکہ جنوں، انسانوں اور فرشتوں سب پر جاری ہیں اور یہ آداب کسی خاص وقت تک کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے ہیں۔

(2)......اکابرین کی بارگاہ کا ادب کرنا بندے کو بلند درجات تک پہنچاتا ہے اور دنیا و آخرت کی سعادتوں سے نوازتا ہے۔

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ﴿٦﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو کہ کہیں کسی قوم کو انجانے میں تکلیف نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر شرمندہ ہونا پڑے۔

﴿يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو۔﴾ ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے جس میں کسی کی شکایت ہو تو صرف اس کی بات پر اعتماد نہ کرو بلکہ تحقیق کرلو کہ وہ صحیح ہے یا نہیں کیونکہ جو فسق سے نہیں بچا وہ جھوٹ سے بھی نہ بچے گا تاکہ کہیں کسی قوم کو انجانے میں تکلیف نہ دے بیٹھو پھر ان کی براءت ظاہر ہونے کی صورت میں تمہیں اپنے کئے پر شرمندہ ہونا پڑے۔

مفسرین نے اس آیت کا شانِ نزول یہ بیان کیا ہے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت ولید بن عقبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بنی مُصطلق سے صدقات وصول کرنے بھیجا، زمانۂ جاہلیّت میں اِن کے اور اُن کے درمیان دشمنی تھی، جب حضرت ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اُن کے علاقے کے قریب پہنچے اور اُن لوگوں کو خبر ہوئی تو اس خیال سے کہ

حضرت ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بھیجے ہوئے ہیں، بہت سے لوگ ان کی تعظیم کے لئے ان کا استقبال کرنے آئے، لیکن حضرت ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے گمان کیا کہ یہ پرانی دشمنی کی وجہ سے مجھے قتل کرنے آ رہے ہیں، یہ خیال کرکے حضرت ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ واپس ہو گئے اور سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے (اپنے گمان کے مطابق) عرض کر دیا کہ حضور! ان لوگوں نے صدقہ دینے سے منع کر دیا اور مجھے قتل کرنے کے درپے ہو گئے ہیں۔ حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو حالات کی تحقیق کے لئے بھیجا، حضرت خالد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دیکھا کہ وہ لوگ اذانیں کہتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور ان لوگوں نے صدقات پیش کر دیئے۔ حضرت خالد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یہ صدقات لے کر خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوئے اور واقعہ عرض کیا، اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔ (1)

حضرت ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ صحابی ہیں اور صحابہ میں کوئی فاسق نہیں

یاد رہے کہ اس آیت میں بطورِ خاص حضرت ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو فاسق نہیں کہا گیا بلکہ ایک اسلامی قانون بیان کیا گیا ہے لہٰذا اس آیت کی بنا پر انہیں فاسق نہیں کہہ سکتے، جیسا کہ علامہ احمد صاوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس آیت کے نزول کا سبب اگرچہ حضرت ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا واقعہ ہے لیکن فاسق سے مراد بطورِ خاص حضرت ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نہیں ہیں کیونکہ آپ فاسق نہیں بلکہ عظیم صحابی ہیں۔ (2)

امام فخر الدین رازی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: (اس آیت کے پیشِ نظر کسی شخص کا) حضرت ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر فاسق کا اطلاق کرنا بڑی خطا ہے کیونکہ انہوں نے وہم اور گمان کیا جس میں خطا کر گئے اور خطا کرنے والے کو فاسق نہیں کہا جاتا۔ (3)

خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت کے نزول کا سبب اگرچہ حضرت ولید بن عقبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا واقعہ ہی ہو، لیکن یہ نہیں ہے کہ آیت میں بطورِ خاص آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ہی فاسق کہا گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ (اس واقعے میں یا اس

1 ......خازن، الحجرات، تحت الآیة: ٦، ٤/ ١٦٦-١٦٧، مدارك، الحجرات، تحت الآیة: ٦، ص ١١٥٢، روح البیان، الحجرات، تحت الآیة: ٦، ٩/ ٧٠-٧١، ملتقطاً.

2 ......صاوی، الحجرات، تحت الآیة: ٦، ٥/ ١٩٩٠-١٩٩١، ملخصاً.

3 ......تفسیر کبیر، الحجرات، تحت الآیة: ٦، ١٠/ ٩٨.

سے پہلے ان سے کوئی ایسا کام سرزَد نہیں ہوا جس کی بنا پر انہیں فاسق کہا جاسکے اور) اس واقعے میں بھی انہوں نے بنو مصطلق کی طرف جو بات منسوب کی تھی وہ اپنے گمان کے مطابق صحیح سمجھ کر کی تھی اگر چہ حقیقت میں وہ غلط تھی اور یہ ایسی چیز نہیں جس کی بنا پر کسی کو فاسق قرار دیا جاسکے۔

معاشرے کو امن کا گہوارہ بنانے میں اسلام کا کردار

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دینِ اسلام ان کاموں سے روکتا ہے جو معاشرتی امن کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں اور وہ کام کرنے کا حکم دیتا ہے جن سے معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بنتا ہے، جیسے مذکورہ بالا آیت میں بیان کئے گئے اصول کو اگر ہم آج کل کے دَور میں پیشِ نظر رکھیں تو ہمارا معاشرہ امن کا گہوارہ بن سکتا ہے کیونکہ ہمارے ہاں لڑائی جھگڑے اور فسادات ہوتے ہی اسی وجہ سے ہیں کہ جب کسی کو کوئی اطلاع دی جاتی ہے تو وہ اس کی تصدیق نہیں کرتا بلکہ فوراً غصہ میں آجاتا ہے اور وہ کام کر بیٹھتا ہے جس کے بعد ساری زندگی پریشان رہتا ہے۔ اسی طرح ہمارے ہاں خاندانی طور پر جو جھگڑے ہوتے ہیں وہ اسی نوعیَّت کے ہوتے ہیں۔ چاہے وہ ساس بہو کا معاملہ ہو یا شوہر و بیوی کا کہ تصدیق نہیں کی جاتی اور لڑائیاں شروع کر دی جاتی ہیں۔

آیت ”اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا“ سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے چار باتیں معلوم ہوئیں:

(1)......ایک شخص اگر عادل ہو تو اس کی خبر معتبر ہے۔

(2)......حاکم یک طرفہ بیان پر فیصلہ نہ کرے بلکہ فریقین کا بیان سن کر ہی کوئی فیصلہ کرے۔

(3)......غیبت کرنے والے اور چغل خور کی بات ہرگز قبول نہ کی جائے۔

(4)......کسی کام میں جلدی نہ کی جائے ورنہ بعد میں پچھتانا پڑ سکتا ہے۔

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِؕ لَوْ یُطِیْعُكُمْ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ

اِلَیۡکُمُ الۡکُفۡرَ وَ الۡفُسُوۡقَ وَ الۡعِصۡیَانَ ؕ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الرّٰشِدُوۡنَ ۙ﴿۷﴾ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰہِ وَ نِعۡمَۃً ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ﴿۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں بہت معاملوں میں اگر یہ تمہاری خوشی کریں تو تم ضرور مشقت میں پڑو لیکن اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کردیا ہے اور اُسے تمہارے دلوں میں آراستہ کردیا اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کردی ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں۔ اللہ کا فضل اور احسان اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول تشریف فرما ہیں، اگر بہت سے معاملات میں وہ تمہاری بات مانیں تو تم ضرور مشقت میں پڑ جاؤ گے لیکن اللہ نے تمہیں ایمان محبوب بنادیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کردیا اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کردی، ایسے ہی لوگ رشد و ہدایت والے ہیں۔ اللہ کا فضل اور احسان ہے اور اللہ علم والا، حکمت والا ہے۔

﴿ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ فِیۡکُمۡ رَسُوۡلَ اللّٰہِ: **اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول تشریف فرما ہیں۔**﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے ایمان والو! جان لو کہ تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کے رسول تشریف فرما ہیں، اگر تم میں سے کوئی ان سے جھوٹ بولے گا تو اللہ تعالیٰ انہیں خبردار کردے گا اور وہ (اس کے حکم سے) تمہارا حال ظاہر کرکے تمہیں رُسوا کردیں گے، لہٰذا تم ان سے کوئی باطل بات نہ کہو اور یاد رکھو کہ اگر تمہارے بتائے ہوئے بہت سے معاملات میں وہ تمہاری بات ہی مانیں اور تمہاری رائے کے مطابق حکم دیدیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم ضرور مشقت میں پڑ جاؤ گے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم پر رحم کرتے ہوئے انہیں اس سے بچالیا اور تمہارے دل میں ایمان کی محبت ڈال دی اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کردیا ہے جس کی برکت سے تم رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی حکم عدولی نہیں کرتے اور کفر، حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کردی ہے جس کے باعث تم نافرمانی سے مُتَنَفِّر ہو، ایسے ہی لوگ رشد و ہدایت والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے حق راستے پر قائم ہیں اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ ان کے اَحوال کا علم رکھنے

والا اوران پر انعام فرمانے میں حکمت والا ہے۔[1]

آیت " وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ " سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے 6 باتیں معلوم ہوئیں:

(1)......حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں جھوٹ بولنا سخت گناہ ہے۔

(2)......نعت لکھنے پڑھنے والوں اور عرض و معروض کرنے والوں کو چاہیے کہ اپنا سچا دکھ درد عرض کریں وہاں مبالغہ نہ کریں۔

(3)......ایمان پیارا معلوم ہونا اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے۔

(4)......ایمان کا کمال اپنی کوشش سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصیب ہوتا ہے۔

(5)......گناہ نہ کرنا بھی کمال ہے لیکن گناہ سے دل میں نفرت پیدا ہو جانا بڑا کمال ہے کیونکہ یہ نفرت گناہوں سے مستقل طور پر بچا لیتی ہے۔

(6)......تمام صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کفر و فسق اور گناہ سے دلی بیزار ہیں، ان کے دلوں میں ایمان، تقویٰ اور رُشد و ہدایت ایسی رَچ گئی ہے جیسے گلاب کے پھول میں رنگ و بُو۔

وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَاۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْاؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۝۹

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو اُن میں صلح کراؤ پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے

1......مدارك، الحجرات، تحت الآية: ۷-۸، ص۱۱۵۲-۱۱۵۳، خازن، الحجرات، تحت الآية: ۷-۸، ۴/۱۶۷، جلالین مع صاوی، الحجرات، تحت الآية: ۷-۸، ۵/۱۹۹۱-۱۹۹۲، ملتقطاً.

تو اس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں اصلاح کردو اور عدل کرو بیشک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو تم ان میں صلح کرادو پھر اگر ان میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر وہ پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں صلح کروادو اور عدل کرو، بیشک اللہ عدل کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

﴿وَ اِنْ طَآىٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا: اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو تم ان میں صلح کروادو۔**﴾** **شانِ نزول:** ایک مرتبہ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ دراز گوش پر سوار ہوکر تشریف لے جارہے تھے، اس دوران انصار کی مجلس کے پاس سے گزر ہوا تو وہاں تھوڑی دیر ٹھہرے، اس جگہ دراز گوش نے پیشاب کیا تو عبداللہ بن اُبی نے ناک بند کرلی۔ یہ دیکھ کر حضرت عبداللہ بن رواحہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ نے فرمایا ''حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے دراز گوش کا پیشاب تیرے مشک سے بہتر خوشبو رکھتا ہے۔ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تو تشریف لے گئے لیکن ان دونوں میں بات بڑھ گئی اور ان دونوں کی قومیں آپس میں لڑ پڑیں اور ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ گئی، صورتِ حال معلوم ہونے پر سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ واپس تشریف لائے اور ان میں صلح کرادی، اس معاملے کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا'' اے ایمان والو! اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو تم سمجھا کر ان میں صلح کرادو، پھر اگر ان میں سے ایک دوسرے پر ظلم اور زیادتی کرے اور صلح کرنے سے انکار کردے تو مظلوم کی حمایت میں اس زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف پلٹ آئے، پھر اگر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ دونوں گروہوں میں صلح کروادو اور دونوں میں سے کسی پر زیادتی نہ کرو (کیونکہ اس جماعت کو ہلاک کرنا مقصود نہیں بلکہ سختی کے ساتھ راہِ راست پر لانا مقصود ہے) اور صرف اس معاملے میں ہی نہیں بلکہ ہر چیز میں عدل کرو، بیشک اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے تو وہ انہیں عدل کی اچھی جزا دے گا۔ (1)

1 ……جلالین مع صاوی، الحجرات، تحت الآیۃ: ۹، ۵/۱۹۹۲-۱۹۹۳، مدارك، الحجرات، تحت الآیۃ: ۹، ص۱۱۵۳، روح البیان، الحجرات، تحت الآیۃ: ۹، ۹/۷۳-۷۶، ملتقطاً.

آیت ”وَ اِنْ طَآىٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا“ سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے پانچ باتیں معلوم ہوئیں:

(1)......جنگ وجِدال گناہ ہے، مگر یہاں دونوں فریقوں کو مومن فرمایا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کفر نہیں ہے۔

(2)......مسلمانوں میں صلح کرانا حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سنت اور اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔

(3)......غلط فہمی کی وجہ سے بادشاہِ اسلام کی مخالفت یا اس سے جنگ کرنے والا کافر اور فاسق نہیں بلکہ مومن ہے۔

(4)......سلطانِ اسلام باغیوں سے جنگ کرے یہاں تک کہ وہ اپنی بغاوت سے باز آ جائیں۔

(5)...... یہ جنگ جہاد نہ ہوگی، نہ ان باغیوں کا مال غنیمت ہوگا، نہ ان کے قیدی لونڈی غلام بنائے جائیں گے بلکہ ان کا زور توڑ کر ان سے برادرانہ سلوک کیا جائے گا۔

مسلمانوں میں صلح کروانے کے فضائل

قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ میں بکثرت مقامات پر مسلمانوں کو آپس میں صلح صفائی رکھنے اور ان کے درمیان صلح کروانے کا حکم دیا گیا اور اس کے بہت فضائل بیان کئے گئے ہیں، چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَاۤ اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَهُمَا صُلْحًاؕ وَ الصُّلْحُ خَیْرٌ (1)

ترجمۂ کنزالعرفان: اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو تو ان پر کوئی حرج نہیں کہ آپس میں صلح کرلیں اور صلح بہتر ہے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ (2)

ترجمۂ کنزالعرفان: اے محبوب! تم سے اموالِ غنیمت کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ تم فرماؤ، غنیمت کے مالوں کے مالک اللّٰہ اور رسول ہیں تو اللّٰہ سے ڈرتے رہو اور آپس میں صلح صفائی رکھو۔

1......النساء: ۱۲۸۔
2......انفال: ۱۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

لَا خَیْرَ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَیْنَ النَّاسِؕ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا (1)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اُن کے اکثر خفیہ مشوروں میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی مگر ان لوگوں (کے مشوروں) میں جو صدقے کا یا نیکی کا یا لوگوں میں باہم صلح کرانے کا مشورہ کریں اور جو اللہ کی رضامندی تلاش کرنے کے لئے یہ کام کرتا ہے تو اسے عنقریب ہم بڑا ثواب عطا فرمائیں گے۔

حضرتِ اُمِّ کلثوم بنتِ عقبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے، سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے کہ اچھی بات پہنچاتا ہے یا اچھی بات کہتا ہے۔ (2)

حضرت ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسا کام نہ بتاؤں جو درجے میں روزے، نماز اور زکوٰۃ سے بھی افضل ہو، صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، کیوں نہیں۔ ارشاد فرمایا: ''آپس میں صلح کروا دینا۔ (3)

البتہ یاد رہے کہ مسلمانوں میں وہی صلح کروانا جائز ہے جو شریعت کے دائرے میں ہو جبکہ ایسی صلح جو حرام کو حلال اور حلال کو حرام کردے وہ جائز نہیں ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''مسلمانوں کے مابین صلح کروانا جائز ہے مگر وہ صلح (جائز نہیں) جو حرام کو حلال کردے یا حلال کو حرام کردے۔ (4)

اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو عورت کو تین طلاقیں ہو جانے کے باوجود شوہر اور بیوی سے یہ کہتے ہیں کہ کوئی بات نہیں، تم سے جو غلطی ہوئی اسے اللہ تعالیٰ معاف کردے گا اس لئے تم اب آپس میں صلح کرلو، حالانکہ تین طلاقوں کے بعد وہ عورت اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اَحکام کے مطابق اپنے شوہر پر

1 ......النساء: ۱۱۴.
2 ......بخاری، کتاب الصلح، باب لیس الکاذب الذی یصلح بین الناس، ۲/۲۱۰، الحدیث: ۲۶۹۲.
3 ......ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی اصلاح ذات البین، ۴/۳۶۵، الحدیث: ۴۹۱۹.
4 ......ابو داؤد، کتاب الاقضیۃ، باب فی الصلح، ۳/۴۲۵، الحدیث: ۳۵۹۴.

حرام ہوچکی ہے اور صرف صلح کر لینے سے یہ حرام حلال نہیں ہوسکتا، تو ان کا یہ صلح کروانا حرام کو حلال کرنے کی کوشش کرنا ہے اور یہ ہرگز جائز نہیں ہے اور ایسی صلح کروانے والے خود بھی گناہگار ہوں گے اور اس صلح کے بعد وہ مرد و عورت شوہر اور بیوی والا جو تعلق قائم کریں گے اس کا گناہ انہیں بھی ہوگا کیونکہ ان کے لئے اب وہ تعلق قائم کرنا حرام ہے اور یہ چونکہ حرام کام میں ان کی مدد کر رہے اور اس کی ترغیب دے رہے ہیں تو اس کے گناہ میں یہ بھی شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقلِ سلیم عطا فرمائے اور شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے مسلمانوں کے درمیان صلح کروانے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

معاشرے سے ظلم کا خاتمہ کرنے میں دینِ اسلام کا کردار

ظلم ایک ایسا بدترین فعل ہے جس سے انسان اپنے بنیادی حق سے محروم ہو کر اَذِیَّت اور کَرب کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور یہ وہ عمل ہے جس سے جھگڑے اور فسادات جنم لیتے، لوگ بغاوت اور سرکشی پر اتر آتے اور اصول و قوانین ماننے سے انکار کر دیتے ہیں جس کے نتیجے میں انسانی حقوق تلف ہوتے اور معاشرے کا امن و سکون تباہ ہو کر رہ جاتا ہے، دینِ اسلام چونکہ انسانی حقوق کا سب سے بڑا محافظ اور معاشرتی امن کو برقرار رکھنے کا سب سے زیادہ حامی ہے اسی لئے اس دین نے انسانی حقوق تلف کرنے اور معاشرتی امن میں بگاڑ پیدا کرنے والے ہر فعل سے روکا ہے اور ان چیزوں میں ظلم کا کردار دوسرے افعال کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے اس لئے اسلام نے ظلم کے خاتمے کیلئے بھی انتہائی احسن اِقدامات کئے ہیں تاکہ لوگوں کے حقوق محفوظ رہیں اور وہ امن و سکون کی زندگی بسر کریں، ان میں سے ایک اِقدام لوگوں کو یہ حکم دینا ہے کہ وہ ظالم کو روکیں اور دوسرا اِقدام ظالم کو وعیدیں سنانا ہے تاکہ وہ خود اپنے ظلم سے باز آجائے، جیسا کہ درج ذیل تین اَحادیث سے واضح ہے، چنانچہ

(1)......حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ کسی نے عرض کی، یارسولَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اگر وہ مظلوم ہو تو مدد کروں گا لیکن ظالم ہو تو کیسے مدد کروں؟ ارشاد فرمایا'' اس کو ظلم کرنے سے روک دے یہی (اس کی) مدد کرنا ہے۔ [1]

(2)......حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد

[1]......بخاری، کتاب الاکراہ، باب یمین الرجل لصاحبہ... الخ، ٣٨٩/٤، الحدیث: ٦٩٥٢.

فرمایا ”مظلوم کی بددعا سے بچو، وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی حق والے کا حق اس سے نہیں روکتا۔“[1]

(3)......حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جس کا اپنے مسلمان بھائی پر اس کی آبرو یا کسی اور چیز کا کوئی ظلم ہو تو وہ آج ہی اس سے معافی لے لے، اس سے پہلے کہ (وہ دن آجائے جب) اس کے پاس نہ دینار ہو نہ درہم، (اس دن) اگر اس ظالم کے پاس نیک عمل ہوں گے تو ظلم کے مطابق اس سے چھین لیے جائیں گے اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو اس مظلوم کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔“[2]

اس سے معلوم ہوا کہ معاشرتی امن کو قائم کرنے اور اس کی راہ میں حائل ایک بڑی رکاوٹ ”ظلم“ کو ختم کرنے میں اسلام کا کردار سب سے زیادہ ہے اور اس کی کوششیں دوسروں کے مقابلے میں کہیں زیادہ کارگر ہیں کیونکہ جب لوگ ظالم کو ظلم کرنے سے روک دیں گے تو وہ ظلم نہ کر سکے گا اور ظالم جب اتنی ہَولناک وعیدیں سنے گا تو اس کے دل میں خوف پیدا ہوگا اور یہی خوف ظلم سے باز آنے میں اس کی مدد کرے گا، یوں معاشرے سے ظلم کا جڑ سے خاتمہ ہوگا اور معاشرہ امن و سکون کا پُر لُطف باغ بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دینِ اسلام کے احکامات اور تعلیمات کو صحیح طریقے سے سمجھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

مظلوم کی حمایت اور فریاد رَسی کرنے کے دو فضائل

یہاں آیت کی مناسبت سے مظلوم کی حمایت کرنے اور اس کی فریاد رسی کرنے کے دو فضائل ملاحظہ ہوں،

(1)......حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جو کسی مظلوم کی فریاد رسی کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے 73 مغفرتیں لکھے گا، ان میں سے ایک سے اس کے تمام کاموں کی درستی ہو جائے گی اور 72 سے قیامت کے دن اس کے درجے بلند ہوں گے۔“[3]

1......شعب الایمان، التاسع والاربعون من شعب الایمان ... الخ، فصل فی ذکر ماورد من التشدید ... الخ، ٦/٤٩، الحدیث: ٧٤٦٤.

2......بخاری، کتاب المظالم و الغصب، باب من کانت له مظلمة عند الرجل ... الخ، ٢/١٢٨، الحدیث: ٢٤٤٩، مشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الظّلم، الفصل الاول، ٢/٢٣٥، الحدیث: ٥١٢٦.

3......شعب الایمان، الثالث والخمسون من شعب الایمان ... الخ، ٦/١٢٠، الحدیث: ٧٦٧٠.

(2)......اور حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’جو کسی مظلوم کے ساتھ اس کی مدد کرنے چلے تو اللہ تعالیٰ اسے اس دن ثابت قدمی عطا فرمائے گا جس دن قدم پھسل رہے ہوں گے۔ (1)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی مظلوم کی حمایت اور مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اور ان کے باہمی اختلافات سے متعلق 8 اہم باتیں

اس آیت کے شانِ نزول میں (اگرچہ جھگڑے میں کچھ منافق بھی شریک تھے لیکن) اہلِ ایمان کے اختلاف کا بھی ذکر ہوا، اسی مناسبت سے یہاں صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اور ان کے باہمی اختلافات سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے کلام سے 8 اہم باتوں کا خلاصہ ملاحظہ ہو،

(1)......تابعین سے لے کر قیامت تک امت کا کوئی بڑے سے بڑا ولی کسی کم مرتبے والے صحابی کے رتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

(2)......اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو قرب صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو حاصل ہے وہ کسی دوسرے امتی کو مُیَسَّر نہیں اور جو بلند درجات یہ پائیں گے وہ کسی اور امتی کو نہ ملیں گے۔

(3)......اہلسنّت کے خواص اور عوام پہلے سے آخری درجے تک کے تمام صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو انتہاء درجے کا نیک اور متقی جانتے ہیں اور ان کے اَحوال کی تفاصیل کہ کس نے کس کے ساتھ کیا کیا اور کیوں کیا، اس پر نظر کرنا حرام مانتے ہیں۔

(4)......اگر صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ میں سے کسی کا کوئی ایسا فعل منقول ہے جو کم نظر کی آنکھ میں ان کی شان سے قدرے گرا ہوا ہو اور اس میں کسی کو اعتراض کرنے کی گنجائش ملے تو (اس کے بارے میں اہلسنت کے علماء اور عوام کا طرزِ عمل یہ ہے کہ وہ) اس کا اچھا مَحمل بیان کرتے ہیں، اسے ان کے قلبی اخلاص اور اچھی نیت پر محمول کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا سچا فرمان ’’ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ ‘‘ سن کر دل کے آئینے میں تفتیش کے زنگ کو جگہ نہیں دیتے اور حقیقی اَحوال کی تحقیق کے نام کا میل کچیل، دل کے آئینے پر چڑھنے نہیں دیتے۔

(5)......صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے رتبے ہماری عقل سے وراء ہیں، پھر ہم اُن کے معاملات میں کیسے دخل دے

1......حلیة الاولیاء، مالك بن انس، ۶/۳۸۳، الحدیث: ۹۰۱۲.

سکتے ہیں اوران میں صورۃً جوتنازعات اوراختلافات واقع ہوئے ہم ان کا فیصلہ کرنے والے کون ہیں؟ایسا ہرگزنہیں ہوسکتا کہ ہم ایک کی طرف داری میں دوسرے کو برا کہنے لگیں، یا ان جھگڑوں میں ایک فریق کو دنیا طلب ٹھہرائیں، بلکہ یقین سے جانتے ہیں کہ وہ سب دین کی مَصلحتوں کے طلبگار تھے،اسلام اورمسلمانوں کی سربلندی ان کا نَصبُ العَین تھی، پھروہ مُجتہد بھی تھے،تو جس کے اجتہاد میں جو بات اللّٰہ تعالیٰ کے دین اور تاجدارِرسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شریعت کے لیے زیادہ مَصلحت آمیز اورمسلمانوں کے اَحوال سے مناسب تر معلوم ہوئی،اس نے اسے اختیار کیا،اگرچہ اجتہاد میں خطا ہوئی اورٹھیک بات ذہن میں نہ آئی لیکن وہ سب حق پر ہیں اورسب واجبُ الاحترام ہیں،ان کا حال بالکل ایسا ہے جیسا دین کے فروعی مسائل میں خود علماءِ اہلسنت بلکہ ان کے مُجتہدین مثلاً امامِ اعظم ابوحنیفہ اور امامِ شافعی وغیرہمارَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے اختلافات ہیں۔

(6)......مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان جھگڑوں کے سبب صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ میں ایک دوسرے کو نہ گمراہ فاسق جانیں اورنہ ہی ان میں سے کسی کے دشمن ہوں بلکہ مسلمانوں کوتو یہ دیکھنا چاہیے کہ سب صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ آقائے دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے جاں نثاراور سچے غلام ہیں،اللّٰہ تعالیٰ اوررسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی بارگاہوں میں مُعَظَّم و مُعَزَّز اورآسمانِ ہدایت کے روشن ستارے ہیں۔

(7)......صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے بارے میں یاد رکھنا چاہئے کہ وہ انبیاء اورفرشتے نہ تھے کہ گناہ سے معصوم ہوں، ان میں سے بعض حضرات سے لغزشیں صادر ہوئیں مگران کی کسی بات پر گرفت اللّٰہ تعالیٰ اوررسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے اَحکام کے خلاف ہے۔

(8)......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے سورۂ حدید میں سیّدالمرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی دو قِسمیں بیان فرمائی ہیں،(1) مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ۔(2) الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ۔

یعنی صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی ایک قسم وہ ہے کہ فتحِ مکہ سے پہلے مُشَرَّف بایمان ہوئے،اس وقت راہِ خدا میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا جب ان کی تعداد بھی بہت کم تھی اور وہ ہرطرح کمزور بھی تھے،انہوں نے اپنے اوپر شدید مجاہدے گوارا کر کے اوراپنی جانوں کوخطروں میں ڈال ڈال کر بے دریغ اپنا سرمایہ اسلام کی خدمت کی نذر کردیا، یہ حضرات مہاجرین واَنصار میں سے سابقین اَوّلین ہیں۔دوسری قسم وہ ہے کہ فتحِ مکہ کے بعد ایمان لائے،اللّٰہ تعالیٰ کی

راہ میں خرچ کیا اور جہاد میں حصہ لیا۔ان ایمان والوں نے اس وقت اِس اخلاص کا ثبوت مالی اور جنگی جہاد سے دیا جب اسلامی سلطنت کی جڑ مضبوط ہوچکی تھی اور مسلمان کثرتِ تعداد اور جاہ و مال، ہرلحاظ سے بڑھ چکے تھے۔اجر اِن کا بھی عظیم ہے لیکن ظاہر ہے کہ اُن سابقون اَوّلون والوں کے درجہ کا نہیں، اسی لیے قرآنِ عظیم نے اُن پہلوں کو اِن بعد والوں پر فضیلت دی اور پھر فرمایا:

كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ان سب سے اللّٰہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا،

کہ اپنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے سب ہی کو اجر ملے گا،محروم کوئی نہ رہے گا۔اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کے حق میں فرماتا ہے:

اُولٰٓىٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ (1) وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔

لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا (2) وہ جہنم کی بھنک تک نہ سنیں گے۔

وَ هُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ (3) وہ ہمیشہ اپنی من مانتی جی بھاتی مرادوں میں رہیں گے۔

لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ (4) قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی۔

وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ (5) فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔

هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (6) یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ہر صحابی کی یہ شان اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بتاتا ہے،تو جو کسی صحابی پر اعتراض کرے وہ اللّٰہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے،اور ان کے بعض معاملات کو جن میں اکثر جھوٹی حکایات ہیں،اللّٰہ تعالیٰ کے ارشاد کے مقابل پیش کرنا اہلِ اسلام کا کام نہیں۔اللّٰہ تعالیٰ نے سورۂ حدید کی اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند کردیا کہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے دونوں گروہوں سے بھلائی کا وعدہ کرکے ساتھ ہی ارشاد فرمادیا:

1 ......انبیاء:۱۰۱.
2 ......انبیاء:۱۰۲.
3 ......انبیاء:۱۰۲.
4 ......انبیاء:۱۰۳.
5 ......انبیاء:۱۰۳.
6 ......انبیاء:۱۰۳.

وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ [1] اور اللّٰہ کو خوب خبر ہے جو تم کرو گے۔

اس کے باوجود اس نے تمہارے اعمال جان کر حکم فرما دیا کہ وہ تم سب سے بے عذاب جنت اور بے حساب کرامت وثواب کا وعدہ فرما چکا ہے، تو اب دوسرے کو کیا حق رہا کہ ان کی کسی بات پر اعتراض کرے، کیا اعتراض کرنے والا، اللّٰہ تعالیٰ سے جدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے، اس بیان کے بعد جو کوئی کچھ بکے وہ اپنا سر کھائے اور خود جہنم میں جائے۔[2]

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۰﴾ ع

الربع ۱۳

ترجمۂ کنزالایمان: مسلمان مسلمان بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرو اور اللّٰہ سے ڈرو کہ تم پر رحمت ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: صرف مسلمان بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرادو اور اللّٰہ سے ڈرو تا کہ تم پر رحمت ہو۔

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ: **صرف مسلمان بھائی بھائی ہیں۔**﴾ ارشاد فرمایا: مسلمان تو آپس میں بھائی بھائی ہی ہیں کیونکہ یہ آپس میں دینی تعلق اور اسلامی محبت کے ساتھ مَربوط ہیں اور یہ رشتہ تمام دُنْیَوی رشتوں سے مضبوط تر ہے، لہٰذا جب کبھی دو بھائیوں میں جھگڑا واقع ہو تو ان میں صلح کرادو اور اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تم پر رحمت ہو کیونکہ اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرنا اور پرہیزگاری اختیار کرنا ایمان والوں کی باہمی محبت اور اُلفت کا سبب ہے اور جو اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس پر اللّٰہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے۔[3]

مسلمانوں کے باہمی تعلق کے بارے میں 3 اَحادیث

یہاں آیت کی مناسبت سے مسلمانوں کے باہمی تعلق کے بارے میں 3 اَحادیث ملاحظہ ہوں،

1 ......حدید: ۱۰.

2 ......فتاوی رضویہ، ۲۹/ ۳۵۷-۳۶۳، ملخصاً۔

3 ......خازن، الحجرات، تحت الآیة: ۱۰، ٤/ ١٦٨، مدارك، الحجرات، تحت الآیة: ۱۰، ص ۱۱۵۳، ملتقطاً.

(1)......حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو رُسوا کرے، جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں مشغول رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان سے مصیبت کو دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے مَصائب میں سے کوئی مصیبت دُور فرما دے گا اور جو شخص کسی مسلمان کا پردہ رکھتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا پردہ رکھے گا۔ (1)

(2)......حضرت نعمان بن بشیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''سارے مسلمان ایک شخص کی طرح ہیں، جب اس کی آنکھ میں تکلیف ہوگی تو سارے جسم میں تکلیف ہوگی اور اگر اس کے سر میں درد ہو تو سارے جسم میں درد ہوگا۔ (2)

(3)......حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے عمارت کی طرح ہے جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو مضبوط کرتی ہے۔ (3)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنے باہمی تعلقات سمجھنے اور اس کے تقاضوں کے مطابق عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِۚ وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾

1......بخاری، کتاب المظالم والغصب، باب لا یظلم المسلم... الخ، ۲/۱۲۶، الحدیث: ۲۴۴۲.
2......مسلم، کتاب البرّ والصّلة والآداب، باب تراحم المؤمنین... الخ، ص۱۳۹۶، الحدیث: ۶۷(۲۵۸۶).
3......مسلم، کتاب البرّ والصّلة والآداب، باب تراحم المؤمنین... الخ، ص۱۳۹۶، الحدیث: ۶۵(۲۵۸۵).

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو نہ مرد مردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے دُور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو کیا ہی بُرا نام ہے مسلمان ہوکر فاسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں پر نہ ہنسیں، ہوسکتا ہے کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں پر ہنسیں، ہوسکتا ہے کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں کسی کو طعنہ نہ دو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو، مسلمان ہونے کے بعد فاسق کہلانا کیا ہی برا نام ہے اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ : اے ایمان والو! مرد دوسرے مَردوں پر نہ ہنسیں۔﴾ **شانِ نزول:** اس آیتِ مبارکہ کے مختلف حصوں کا نزول مختلف واقعات میں ہوا ہے اور آیت کے زیرِ تفسیر حصے کے نزول سے متعلق دو واقعات درج ذیل ہیں:

(1)......حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: حضرت ثابت بن قیس بن شماس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اونچا سنتے تھے، جب وہ سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مجلس شریف میں حاضر ہوتے تو صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ انہیں آگے بٹھاتے اور اُن کے لئے جگہ خالی کر دیتے تاکہ وہ حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قریب حاضر رہ کر کلام مبارک سن سکیں۔ ایک روز انہیں حاضری میں دیر ہوگئی اور جب مجلس شریف خوب بھر گئی اس وقت آپ تشریف لائے اور قاعدہ یہ تھا کہ جو شخص ایسے وقت آتا اور مجلس میں جگہ نہ پاتا تو جہاں ہوتا وہیں کھڑا رہتا۔ لیکن حضرت ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ آئے تو وہ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قریب بیٹھنے کے لئے لوگوں کو ہٹاتے ہوئے یہ کہتے چلے کہ ''جگہ دو جگہ'' یہاں تک کہ حضورِ اَنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اتنے قریب پہنچ گئے کہ اُن کے اور حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے درمیان میں صرف ایک شخص رہ گیا، انہوں نے اس سے بھی کہا کہ جگہ دو، اس نے کہا: تمہیں جگہ مل گئی ہے اس لئے بیٹھ جاؤ۔ حضرت ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ غصّہ میں آکر اس کے پیچھے بیٹھ گئے۔ جب دن خوب روشن ہوا تو حضرت ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس کا جسم دبا کر کہا: کون؟ اس نے کہا: میں فلاں شخص ہوں۔

حضرت ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس کی ماں کا نام لے کر کہا: فلانی کا لڑکا۔ اس پر اس شخص نے شرم سے سر جھکا لیا کیونکہ اس زمانے میں ایسا کلمہ عار دلانے کے لئے کہا جاتا تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(2)...... حضرت ضحاک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: یہ آیت بنی تمیم کے ان افراد کے بارے میں نازل ہوئی جو حضرت عمار، حضرت خباب، حضرت بلال، حضرت صہیب، حضرت سلمان اور حضرت سالم وغیرہ غریب صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی غُربَت دیکھ کر ان کا مذاق اُڑایا کرتے تھے۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ مرد مَردوں سے نہ ہنسیں، یعنی مال دار غریبوں کا، بلند نسب والے دوسرے نسب والوں کا، تندرست اپاہج کا اور آنکھ والے اس کا مذاق نہ اُڑائیں جس کی آنکھ میں عیب ہو، ہوسکتا ہے کہ وہ ان ہنسنے والوں سے صدق اور اخلاص میں بہتر ہوں۔ (1)

کسی شخص میں فقر کے آثار دیکھ کر اس کا مذاق نہ اُڑایا جائے

آیت کے دوسرے شانِ نزول سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص میں فقر، محتاجی اور غریبی کے آثار نظر آئیں تو ان کی بنا پر اس کا مذاق نہ اڑایا جائے، ہوسکتا ہے کہ جس کا مذاق اڑایا جارہا ہے وہ مذاق اڑانے والے کے مقابلے میں دینداری کے لحاظ سے کہیں بہتر ہو۔

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کے بال بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہوتے ہیں، ان کے پاس دو پُرانی چادریں ہوتی ہیں اور انہیں کوئی پناہ نہیں دیتا (لیکن اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا رتبہ ومقام یہ ہوتا ہے کہ) اگر وہ اللّٰہ تعالیٰ پر قسم کھالیں (کہ اللّٰہ تعالیٰ فلاں کام کرے گا) تو اللّٰہ تعالیٰ (وہ کام کرکے) ان کی قسم کو سچا کردیتا ہے۔ (2)

حضرت حارث بن وہب خزاعی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''کیا میں تمہیں جنتی لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ یہ ہر وہ شخص ہے جو کمزور اور (لوگوں کی نگاہوں میں) گرا ہوا ہے، اگر وہ اللّٰہ تعالیٰ پر قسم کھالے تو اللّٰہ تعالیٰ ضرور اس کی قسم سچی کردے گا۔ (3)

﴿وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ: اور نہ عورتیں دوسری عورتوں پر ہنسیں، ہوسکتا ہے کہ وہ ان ہنسنے

1 ...... خازن، الحجرات، تحت الآية: ١١، ٤/ ١٦٩.

2 ...... ترمذی، كتاب المناقب، باب مناقب البراء بن مالك رضی الله عنه، ٥/ ٤٥٩، الحديث: ٣٨٨٠.

3 ...... ترمذی، كتاب صفة جهنّم، ١٣-باب، ٤/ ٢٧٢، الحديث: ٢٦١٤.

والیوں سے بہتر ہوں۔ ﴿شانِ نزول: آیتِ مبارکہ کے اس حصے کے نزول سے متعلق دو روایات درج ذیل ہیں،

(1)......حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: یہ آیت رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اَزواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کے متعلق نازل ہوئی ہے، انہوں نے حضرت اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو چھوٹے قد کی وجہ سے شرمندہ کیا تھا۔

(2)......حضرت عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: آیت کا یہ حصہ اُمُّ المومنین حضرت صفیہ بنت حُیَی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے حق میں اس وقت نازل ہوا جب انہیں حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ایک زوجۂ مُطَہَّرہ نے یہودی کی بیٹی کہا۔ (1)

اس واقعے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: اُمُّ المومنین حضرت صفیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو معلوم ہوا کہ حضرت حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے انہیں یہودی کی لڑکی کہا ہے، (اس پر انہیں رنج ہوا اور) آپ رونے لگیں، جب سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ان کے پاس تشریف لائے اور انہیں روتا ہوا پایا تو ارشاد فرمایا ''تم کیوں رو رہی ہو؟ عرض کی: حضرت حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے مجھے یہودی کی لڑکی کہا ہے۔ حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''تم نبی زادی ہو، تیرے چچا نبی ہیں اور نبی کی بیوی ہو، تو تم پر وہ کیا فخر کرتی ہیں اور حضرت حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فرمایا ''اے حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اللّٰہ تعالٰی سے ڈرو۔ (2)

نوٹ: آیتِ مبارکہ میں عورتوں کا جداگانہ ذکر اس لئے کیا گیا کہ عورتوں میں ایک دوسرے کا مذاق اُڑانے اور اپنے آپ کو بڑا جاننے کی عادت بہت زیادہ ہوتی ہے، نیز آیتِ مبارکہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورتیں کسی صورت آپس میں ہنسی مذاق نہیں کر سکتیں بلکہ چند شرائط کے ساتھ ان کا آپس میں ہنسی مذاق کرنا جائز ہے، جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: (عورتوں کی ایک دوسرے سے) جائز ہنسی جس میں نہ فحش ہو نہ ایذائے مُسلم، نہ بڑوں کی بے ادبی، نہ چھوٹوں سے بدلحاظی، نہ وقت و محل کے نظر سے بے موقع، نہ اس کی کثرت اپنی ہمسر عورتوں سے جائز ہے۔ (3)

1......خازن، الحجرات، تحت الآية: ١١، ٤/١٦٩.

2......ترمذی، كتاب المناقب، باب فضل ازواج النّبی، ٥/٤٧٤، الحديث: ٣٩٢٠.

3......فتاوی رضویہ، ۲۳/۱۹۴۔

مذاق اُڑانے کا شرعی حکم اوراس فعل کی مذمت

مذاق اُڑانے کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اہانت اور تحقیر کیلئے زبان یا اشارات، یا کسی اور طریقے سے مسلمان کا مذاق اڑانا حرام و گناہ ہے کیونکہ اس سے ایک مسلمان کی تحقیر اوراس کی ایذاء رسانی ہوتی ہے اور کسی مسلمان کی تحقیر کرنا اور دکھ دینا سخت حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ (1)

کثیر اَحادیث میں اس فعل سے ممانعت اوراس کی شدید مذمت اور شناعت بیان کی گئی ہے، جیسا کہ حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشادفرمایا: ''اپنے بھائی سے نہ جھگڑا کرو، نہ اس کا مذاق اڑاؤ، نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کی خلاف ورزی کرو۔ (2)

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے، نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشادفرمایا'' میں کسی کی نقل اتارنا پسند نہیں کرتا اگرچہ اس کے بدلے میں مجھے بہت مال ملے۔ (3)

حضرت حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشادفرمایا: ''قیامت کے دن لوگوں کا مذاق اڑانے والے کے سامنے جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا کہ آؤ آؤ، تو وہ بہت ہی بے چینی اور غم میں ڈوبا ہوا اس دروازے کے سامنے آئے گا مگر جیسے ہی وہ دروازے کے پاس پہنچے گا وہ دروازہ بند ہو جائے گا، پھر ایک دوسرا جنت کا دروازہ کھلے گا اور اس کو پکارا جائے گا: آؤ یہاں آؤ، چنانچہ یہ بے چینی اور رنج وغم میں ڈوبا ہوا اس دروازے کے پاس جائے گا تو وہ دروازہ بند ہو جائے گا، اسی طرح اس کے ساتھ معاملہ ہوتا رہے گا یہاں تک کہ دروازہ کھلے گا اور پکار پڑے گی تو وہ ناامیدی کی وجہ سے نہیں جائے گا۔ (اس طرح وہ جنت میں داخل ہونے سے محروم رہے گا) (4)

حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: کسی کو ذلیل کرنے کے لیے اوراس کی تحقیر

---

1 ......جہنم کے خطرات، ص۱۷۳۔

2 ...... ترمذی، کتاب البرّ والصّلة، باب ما جاء فی المراء، ۳/۴۰۰، الحدیث: ۲۰۰۲.

3 ......ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبة، ۴/۳۵۳، الحدیث: ۴۸۷۵.

4 ......موسوعة ابن ابی دنیا، الصّمت وآداب اللّسان، باب ما نهی عنه العباد ان یسخر... الخ، ۷/۱۸۳، الحدیث: ۲۸۷.

کرنے کے لیے اس کی خامیوں کو ظاہر کرنا، اس کا مذاق اڑانا، اس کی نقل اتارنا یا اس کو طعنہ مارنا یا عار دلانا یا اس پر ہنسنا یا اس کو بُرے بُرے اَلقاب سے یاد کرنا اور اس کی ہنسی اُڑانا مثلاً آج کل کے بَزَعمِ خود اپنے آپ کو عُرفی شُرفاء کہلانے والے کچھ قوموں کو حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں اور محض قومِیَّت کی بنا پر ان کا تَمَسْخُر اور اِستہزاء کرتے اور مذاق اڑاتے رہتے ہیں اور قِسم قسم کے دل آزار اَلقاب سے یاد کرتے رہتے ہیں، کبھی طعنہ زنی کرتے ہیں، کبھی عار دلاتے ہیں، یہ سب حرکتیں حرام و گناہ اور جہنم میں لے جانے والے کام ہیں۔ لہٰذا ان حرکتوں سے توبہ لازم ہے، ورنہ یہ لوگ فاسق ٹھہریں گے۔ اسی طرح سیٹھوں اور مالداروں کی عادت ہے کہ وہ غریبوں کے ساتھ تَمَسْخُر اور اہانت آمیز القاب سے ان کو عار دلاتے اور طعنہ زنی کرتے رہتے ہیں اور طرح طرح سے ان کا مذاق اڑایا کرتے ہیں جس سے غریبوں کی دل آزاری ہوتی رہتی ہے، مگر وہ اپنی غُربَت اور مُفلسی کی وجہ سے مالداروں کے سامنے دَم نہیں مار سکتے۔ ان مالداروں کو ہوش میں آ جانا چاہیے کہ اگر وہ اپنے ان کَرتُوتوں سے توبہ کر کے باز نہ آئے تو یقیناً وہ قہرِ قَہّار و غضبِ جَبّار میں گرفتار ہو کر جہنم کے سزاوار بنیں گے اور دنیا میں ان غریبوں کے آنسو قہرِ خداوندی کا سیلاب بن کر ان مالداروں کے محلات کو خَس و خاشاک کی طرح بہالے جائیں گے۔ (1)

خوش طبعی کرنے کا حکم

یاد رہے کہ کسی شخص سے ایسا مذاق کرنا حرام ہے جس سے اسے اَذِیَّت پہنچے البتہ ایسا مذاق جو اسے خوش کر دے، جسے خوش طبعی اور خوش مزاجی کہتے ہیں، جائز ہے، بلکہ کبھی کبھی خوش طبعی کرنا سنت بھی ہے جیسا کہ مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ''حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے کبھی کبھی خوش طبعی کرنا ثابت ہے، اسی لیے علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی خوش طبعی کرنا سنتِ مُسْتَحَبہ ہے۔ (2)

امام محمد غزالی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اگر تم اس بات پر قادر ہو کہ جس پر نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ قادر تھے کہ مزاح (یعنی خوش طبعی) کرتے وقت صرف حق بات کہو، کسی کے دل کو اَذِیَّت نہ پہنچاؤ، حد سے نہ بڑھو اور کبھی کبھی مزاح کرو تو تمہارے لئے بھی کوئی حرج نہیں لیکن مزاح کو پیشہ بنا لینا بہت

1 ......جہنم کے خطرات، ص۱۷۵-۱۷۶۔

2 ......مراٰۃ المناجیح، ۶/۴۹۳-۴۹۴۔

بڑی غلطی ہے۔[1]

مزید فرماتے ہیں: وہ مزاح ممنوع ہے جو حد سے زیادہ کیا جائے اور ہمیشہ اسی میں مصروف رہا جائے اور جہاں تک ہمیشہ مزاح کرنے کا تعلق ہے تو اس میں خرابی یہ ہے کہ یہ کھیل کود اور غیر سنجیدگی ہے، کھیل اگر چہ (بعض صورتوں میں) جائز ہے لیکن ہمیشہ اسی کام میں لگ جانا مذموم ہے اور حد سے زیادہ مزاح کرنے میں خرابی یہ ہے کہ اس کی وجہ سے زیادہ ہنسی پیدا ہوتی ہے اور زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے، بعض اوقات دل میں بغض پیدا ہو جاتا ہے اور ہَیبت و وقار ختم ہو جاتا ہے، لہٰذا جو مزاح ان اُمور سے خالی ہو وہ قابلِ مذمت نہیں، جیسا کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''بے شک میں بھی مزاح کرتا ہوں اور میں (خوش طبعی میں) سچی بات ہی کہتا ہوں۔[2]

لیکن یہ بات تو آپ کے ساتھ خاص تھی کہ مزاح بھی فرماتے اور جھوٹ بھی نہ ہوتا لیکن جہاں تک دوسرے لوگوں کا تعلق ہے تو وہ مزاح اسی لئے کرتے ہیں کہ لوگوں کو ہنسائیں خواہ جس طرح بھی ہو، اور (اس کی وعید بیان کرتے ہوئے) نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''ایک شخص کوئی بات کہتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنے ہم مجلس لوگوں کو ہنساتا ہے، اس کی وجہ سے ثُرَیّا ستارے سے بھی زیادہ دور تک جہنم میں گرتا ہے۔[3]

اللّٰہ تعالیٰ ہمیں جائز خوش طبعی کرنے اور ناجائز خوش طبعی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

سیِّدُ المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خوش طبعی

یہاں موضوع کی مناسبت سے سیِّدُ المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خوش طبعی کے چار واقعات بھی ملاحظہ ہوں۔

(1)......حضرت زید بن اسلم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: حضرت اُمِّ ایمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: میرے شوہر آپ کو بلا رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا ''کون، وہی جس کی آنکھ میں سفیدی ہے؟ عرض کی: اللّٰہ تعالیٰ کی قسم! ان کی آنکھ میں سفیدی نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا '' کیوں نہیں، بے شک

1......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللّسان، الآفة العاشرة المزاح، ۳/۱۵۹.

2......معجم الاوسط، باب الالف، من اسمه: احمد، ۱/۲۸۳، الحدیث: ۹۹۵.

3......مسند امام احمد، مسند ابی هریرة رضی اللّٰه عنه، ۳/۳۶۶، الحدیث: ۹۲۳۱، احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفة العاشرة المزاح، ۳/۱۵۸.

اس کی آنکھ میں سفیدی ہے۔عرض کی: اللہ تعالیٰ کی قسم! ایسا نہیں ہے۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’کیا کوئی ایسا ہے جس کی آنکھ میں سفیدی نہ ہو (آپ نے اس سے وہ سفیدی مراد لی تھی جو آنکھ کے سیاہ حلقے کے اردگرد ہوتی ہے)۔[1]

(2)......حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہم میں گھلے ملے رہتے، حتّٰی کہ میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے ’’ابو عمیر! چڑیا کا کیا ہوا۔[2]

(3)......حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک شخص نے رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے سواری مانگی تو ارشاد فرمایا ’’ہم تمہیں اونٹنی کے بچے پر سوار کریں گے۔ اس نے عرض کی: میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا؟ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’اونٹ کو اونٹنی ہی تو جنم دیتی ہے۔[3]

(4)......حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا: ’’جنت میں کوئی بوڑھی عورت نہ جائے گی۔ انہوں نے (پریشان ہوکر) عرض کی: تو پھر ان کا کیا بنے گا؟ (حالانکہ) وہ عورت قرآن پڑھا کرتی تھی۔ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’کیا تم نے قرآن میں یہ نہیں پڑھا کہ

اِنَّاۤ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿۳۵﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا [4]

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک ہم نے ان جنتی عورتوں کو ایک خاص انداز سے پیدا کیا۔ تو ہم نے انہیں کنواریاں بنایا۔[5]

﴿ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ: اور آپس میں کسی کو طعنہ نہ دو۔﴾ یعنی قول یا اشارے کے ذریعے ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ کیونکہ مومن ایک جان کی طرح ہے جب کسی دوسرے مومن پر عیب لگایا جائے گا تو گویا اپنے پر ہی عیب لگایا جائے گا۔[6]

---

1 ......سبل الهدى والرشاد، جماع ابواب صفاته المعنوية، الباب الثانى والعشرون فى مزاحه... الخ، ۱۱۴/۷.

2 ......بخارى، كتاب الادب، باب الانبساط الى الناس، ۱۳۴/۴، الحديث: ۶۱۲۹.

3 ...... ترمذى، كتاب البرّ والصّلة، باب ما جاء فى المزاح، ۳۹۹/۳، الحديث: ۱۹۹۹.

4 ......واقعه: ۳۶،۳۵.

5 ......مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب المزاح، الفصل الثانى، ۲۰۰/۲، الحديث: ۴۸۸۸.

6 ......روح المعانى، الحجرات، تحت الآية: ۱۱، ۴۲۴/۱۳.

طعنہ دینے کی مذمت

اَحادیث میں طعنہ دینے کی بہت مذمت بیان کی گئی ہے، یہاں اس سے متعلق 2 اَحادیث ملاحظہ ہوں،

(1)......حضرت ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''بہت لعن طعن کرنے والے قیامت کے دن نہ گواہ ہوں گے نہ شفیع۔''(1)

(2)......حضرت عبد اللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''مومن نہ طعن کرنے والا ہوتا ہے، نہ لعنت کرنے والا، نہ فحش بکنے والا بے ہودہ ہوتا ہے۔''(2)

اللّٰہ تعالٰی ہمیں طعنہ دینے سے محفوظ فرمائے، اٰمین۔

﴿وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ: اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو۔﴾ برے نام رکھنے سے کیا مراد ہے اس کے بارے میں مفسرین کے مختلف اَقوال ہیں، ان میں سے تین قول درج ذیل ہیں:

(1)......حضرت عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا ''ایک دوسرے کے برے نام رکھنے سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی آدمی نے کسی برائی سے توبہ کر لی ہو تو اسے توبہ کے بعد اس برائی سے عار دلائی جائے۔ یہاں آیت میں اس چیز سے منع کیا گیا ہے۔

حدیثِ پاک میں اس عمل کی وعید بھی بیان کی گئی ہے، جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے اپنے بھائی کو اس کے کسی گناہ پر شرمندہ کیا تو وہ شخص اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ وہ اس گناہ کا اِرتکاب نہ کر لے۔''(3)

(2)......بعض علماء نے فرمایا ''برے نام رکھنے سے مراد کسی مسلمان کو کتا، یا گدھا، یا سور کہنا ہے۔''

(3)......بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے وہ اَلقاب مراد ہیں جن سے مسلمان کی برائی نکلتی ہو اور اس کو ناگوار ہو (لیکن تعریف کے القاب جو سچے ہوں ممنوع نہیں، جیسے کہ حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا لقب عتیق اور حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا فاروق اور حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ذوالنُّورَین اور حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ابوتُراب اور حضرت خالد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

1......مسلم، کتاب البرّ والصّلة والآداب، باب النّهي عن لعن الدّواب وغيرها، ص ١٤٠٠، الحديث: ٨٥(٢٥٩٨).
2......ترمذی، کتاب البرّ والصّلة، باب ما جاء فی اللّعنة، ٣/٣٩٣، الحديث: ١٩٨٤.
3......ترمذی، کتاب صفة القيامة...الخ، ٥٣-باب، ٤/٢٢٦، الحديث: ٢٥١٣.

عَنْہُ کا سَیفُ اللہ تھا) اور جو اَلقاب گویا کہ نام بن گئے اور اَلقاب والے کو ناگوار نہیں وہ القاب بھی ممنوع نہیں، جیسے اَعْمَش اور اَعْرَج وغیرہ۔ (1)

﴿ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ : مسلمان ہونے کے بعد فاسق کہلانا کیا ہی برا نام ہے۔﴾ ارشاد فرمایا: مسلمان ہونے کے بعد فاسق کہلانا کیا ہی برا نام ہے تو اے مسلمانو، کسی مسلمان کی ہنسی بنا کر یا اس کو عیب لگا کر یا اس کا نام بگاڑ کر اپنے آپ کو فاسق نہ کہلاؤ اور جو لوگ ان تمام افعال سے توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔ (2)

آیت " یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ " سے معلوم ہونے والے مسائل

اس آیت سے تین مسئلے معلوم ہوئے :

(1)...... مسلمانوں کی کوئی قوم ذلیل نہیں، ہر مومن عزت والا ہے۔

(2)...... عظمت کا دار و مدار محض نسب پر نہیں تقویٰ و پرہیز گاری پر ہے۔

(3)...... مسلمان بھائی کو نسبی طعنہ دینا حرام اور مشرکوں کا طریقہ ہے آج کل یہ بیماری مسلمانوں میں عام پھیلی ہوئی ہے۔ نسبی طعنہ کی بیماری عورتوں میں زیادہ ہے، انہیں اس آیت سے سبق لینا چاہیے نہ معلوم بارگاہِ الٰہی میں کون کس سے بہتر ہو۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًاؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈھو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ سے

1...... خازن، الحجرات، تحت الآية: ۱۱، ۴/ ۱۷۰.

2...... خازن، الحجرات، تحت الآية: ۱۱، ۴/ ۱۷۰.

ڈرو بیشک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے اور (پوشیدہ باتوں کی) جستجو نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں ناپسند ہوگا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا، مہربان ہے۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ: اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو۔﴾ آیت کے اس حصے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو بہت زیادہ گمان کرنے سے منع فرمایا کیونکہ بعض گمان ایسے ہیں جو محض گناہ ہیں لہٰذا احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ گمان کی کثرت سے بچا جائے۔ (1)

امام فخر الدین رازی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: (یہاں آیت میں گمان کرنے سے بچنے کا حکم دیا گیا) کیونکہ گمان ایک دوسرے کو عیب لگانے کا سبب ہے، اس پر قبیح افعال صادر ہونے کا مدار ہے اور اسی سے خفیہ دشمن ظاہر ہوتا ہے اور کہنے والا جب ان اُمور سے یقینی طور پر واقف ہوگا تو وہ اس بات پر بہت کم یقین کرے گا کہ کسی میں عیب ہے تاکہ اسے عیب لگائے، کیونکہ کبھی فعل بظاہر قبیح ہوتا ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا اس لئے کہ ممکن ہے کرنے والا اسے بھول کر کر رہا ہو یا دیکھنے والا غلطی پر ہو۔ (2)

علامہ عبداللہ بن عمر بیضاوی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: یہاں آیت میں گمان کی کثرت کو مُبْہَم رکھا گیا تاکہ مسلمان ہر گمان کے بارے میں محتاط ہوجائے اور غور وفکر کرے یہاں تک کہ اسے معلوم ہوجائے کہ اس گمان کا تعلق کس صورت سے ہے کیونکہ بعض گمان واجب ہیں، بعض حرام ہیں اور بعض مُباح ہیں۔ (3)

گمان کی اَقسام اور ان کا شرعی حکم

گمان کی کئی اَقسام ہیں، ان میں سے چار یہ ہیں: (1) واجب، جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا۔ (2) مُستحَب، جیسے صالح مومن کے ساتھ نیک گمان رکھنا۔ (3) ممنوع حرام۔ جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ برا گمان کرنا

1 ……ابن کثیر، الحجرات، تحت الآیة: ١٢، ٧/٣٥٢.

2 ……تفسیر کبیر، الحجرات، تحت الآیة: ١٢، ١٠/١١٠.

3 ……بیضاوی، الحجرات، تحت الآیة: ١٢، ٥/٢١٨، ملخصاً.

اور یونہی مومن کے ساتھ برا گمان کرنا۔(4) جائز، جیسے فاسقِ مُعْلِن کے ساتھ ایسا گمان کرنا جیسے افعال اس سے ظہور میں آتے ہوں۔

حضرت سفیان ثوری رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فرماتے ہیں: گمان دو طرح کا ہے، ایک وہ کہ دل میں آئے اور زبان سے بھی کہہ دیا جائے۔ یہ اگر مسلمان پر برائی کے ساتھ ہے تو گناہ ہے۔ دوسرا یہ کہ دل میں آئے اور زبان سے نہ کہا جائے، یہ اگرچہ گناہ نہیں مگر اس سے بھی دل کو خالی کرنا ضروری ہے۔ (1)

یہاں بطورِ خاص بدگمانی کے شرعی حکم کی تفصیل ملاحظہ ہو، چنانچہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں: مسلمان پر بدگمانی خود حرام ہے جب تک ثبوتِ شرعی نہ ہو۔ (2)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: مسلمانوں پر بدگمانی حرام اور حتَّی الامکان اس کے قول وفعل کو وجہِ صحیح پر حمل واجب (ہے)۔ (3)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں: بے شک مسلمان پر بدگمانی حرام ہے مگر جبکہ کسی قرینہ سے اس کا ایسا ہونا ثابت ہوتا ہو (جیسا اس کے بارے میں گمان کیا) تو اب حرام نہیں، مثلاً کسی کو (شراب بنانے کی) بھٹی میں آتے جاتے دیکھ کر اسے شراب خور گمان کیا تو اِس کا قصور نہیں (بلکہ بھٹی میں آنے جانے والے کا قصور ہے کیونکہ) اُس نے موضعِ تہمت (یعنی تہمت لگنے کی جگہ) سے کیوں اِجتناب نہ کیا۔ (4)

صدرُ الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں: مومنِ صالح کے ساتھ برا گمان ممنوع ہے، اسی طرح اس کا کوئی کلام سن کر فاسد معنی مراد لینا باوجودیکہ اس کے دوسرے صحیح معنی موجود ہوں اور مسلمان کا حال ان کے موافق ہو، یہ بھی گمانِ بد میں داخل ہے۔ (5)

---

1 ......خازن، الحجرات، تحت الآية: ١٢، ٤/١٧٠-١٧١، مدارك، الحجرات، تحت الآية: ١٢، ص ١١٥٥، ملتقطاً.

2 ......فتاویٰ رضویہ، ۶/۴۸۶۔

3 ......فتاویٰ رضویہ، ۲۰/۲۷۸۔

4 ......فتاویٰ امجدیہ، ۱/۱۲۳۔

5 ......خزائن العرفان، الحجرات، تحت الآیۃ: ۱۲، ص ۹۵۰۔

بدگمانی کی مذمت اور اچھا گمان رکھنے کی ترغیب

دینِ اسلام وہ عظیم دین ہے جس میں انسانوں کے باہمی حقوق اور معاشرتی آداب کو خاص اہمیت دی گئی اور ان چیزوں کا خصوصی لحاظ رکھا گیا ہے اسی لئے جو چیز انسانی حقوق کو ضائع کرنے کا سبب بنتی ہے اور جو چیز معاشرتی آداب کے برخلاف ہے اس سے دینِ اسلام نے منع فرمایا اور اس سے بچنے کا تاکید کے ساتھ حکم دیا ہے، جیسے ان اَشیاء میں سے ایک چیز ''بدگمانی'' ہے جو کہ انسانی حقوق کی پامالی کا بہت بڑا سبب اور معاشرتی آداب کے انتہائی برخلاف ہے، اس سے دینِ اسلام میں خاص طور پر منع کیا گیا ہے، چنانچہ قرآنِ مجید میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓىٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا (1)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

اور حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ کہ بدگمانی بدترین جھوٹ ہے، ایک دوسرے کے ظاہری اور باطنی عیب مت تلاش کرو، حرص نہ کرو، حسد نہ کرو، بغض نہ کرو، ایک دوسرے سے رُوگردانی نہ کرو اور اے اللہ کے بندو بھائی بھائی ہو جاؤ۔ (2)

اللہ تعالیٰ ہمیں ایک دوسرے کے بارے میں بدگمانی کرنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

بدگمانی کے دینی اور دُنْیَوی نقصانات

یہاں بدگمانی کے دینی اور دُنْیَوی نقصانات بھی ملاحظہ ہوں تاکہ بدگمانی سے بچنے کی ترغیب ملے، چنانچہ اس کے 4 دینی نقصانات یہ ہیں:

(1)......جس کے بارے میں بدگمانی کی، اگر اُس کے سامنے اِس کا اظہار کر دیا تو اُس کی دل آزاری ہو سکتی ہے اور شرعی اجازت کے بغیر مسلمان کی دل آزاری حرام ہے۔

(2)......اگر اس کی غیر موجودگی میں دوسرے کے سامنے اپنے برے گمان کا اظہار کیا تو یہ غیبت ہو جائے گی اور مسلمان

1 ......بنی اسرائیل: ۳۶.

2 ......مسلم، کتاب البرّ والصّلة والآداب، باب تحریم الظّنّ والتّجسّس... الخ، ص۱۳۸۶، الحدیث: ۲۸(۲۵۶۳).

کی غیبت کرنا حرام ہے۔

(3)......بدگمانی کرنے والا محض اپنے گمان پر صبر نہیں کرتا بلکہ وہ اس کے عیب تلاش کرنے میں لگ جاتا ہے اور کسی مسلمان کے عیبوں کو تلاش کرنا ناجائز و گناہ ہے۔

(4)......بدگمانی کرنے سے بُغض اور حسد جیسے خطرناک اَمراض پیدا ہوتے ہیں۔

اور اس کے دو بڑے دُنْیَوی نقصانات یہ ہیں،

(1)......بدگمانی کرنے سے دو بھائیوں میں دشمنی پیدا ہو جاتی ہے، ساس اور بہو ایک دوسرے کے خلاف ہو جاتے ہیں، شوہر اور بیوی میں ایک دوسرے پر اعتماد ختم ہو جاتا اور بات بات پر آپس میں لڑائی رہنے لگتی ہے اور آخر کار ان میں طلاق اور جدائی کی نوبت آ جاتی ہے، بھائی اور بہن کے درمیان تعلقات ٹوٹ جاتے ہیں اور یوں ایک ہنستا بستا گھر اجڑ کر رہ جاتا ہے۔

(2)......دوسروں کے لئے برے خیالات رکھنے والے افراد پر فالج اور دل کی بیماریوں کا خطرہ زیادہ ہو جاتا ہے جیسا کہ حال ہی میں امریکن ہارٹ ایسوسی ایشن کی جانب سے جاری کردہ ایک تحقیقی رپوٹ میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ وہ افراد جو دوسروں کے لئے مخالفانہ سوچ رکھتے ہیں اور اس کی وجہ سے ذہنی دباؤ کا شکار اور غصے میں رہتے ہیں ان میں دل کی بیماریوں اور فالج کا خطرہ 86% بڑھ جاتا ہے۔

بدگمانی کا علاج

امام محمد غزالی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: شیطان آدمی کے دل میں بدگمانی ڈالتا ہے تو مسلمان کو چاہیے کہ وہ شیطان کی تصدیق نہ کرے اور اس کو خوش نہ کرے حتّٰی کہ اگر کسی کے منہ سے شراب کی بو آ رہی ہو تو پھر بھی اس پر حد لگانا جائز نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے اس نے شراب کا ایک گھونٹ پی کر کلی کر دی ہو یا کسی نے اس کو جبراً شراب پلا دی ہو اور اس کا اِحتمال ہے تو وہ دل سے بدگمانی کی تصدیق کر کے شیطان کو خوش نہ کرے (اگرچہ مذکورہ صورت میں بدگمانی کا گناہ نہیں ہوگا لیکن بچنے میں پھر بھی بھلائی ہی ہے)[1]۔[2]

1......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، بیان تحریم الغیبة بالقلب، ۳/۱۸۶ ملخصاً۔

2......بدگمانی سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے کتاب ''بدگمانی'' (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ فرمائیں۔

﴿وَلَا تَجَسَّسُوْا: اور جستجو نہ کرو۔﴾ اس آیت میں دوسرا حکم یہ دیا گیا کہ مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کرو اور ان کے پوشیدہ حال کی جستجو میں نہ رہو جسے اللّٰہ تعالیٰ نے اپنی سَتّاری سے چھپایا ہے۔

مسلمانوں کے عیب تلاش کرنے کی ممانعت

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے پوشیدہ عیب تلاش کرنا اور انہیں بیان کرنا ممنوع ہے، یہاں اسی سے متعلق ایک عبرت انگیز حدیثِ پاک ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت ابو برزہ اسلمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا ''اے ان لوگوں کے گروہ، جو زبان سے ایمان لائے اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا، مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کی چھپی ہوئی باتوں کی ٹٹول نہ کرو، اس لیے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی چھپی ہوئی چیز کی ٹٹول کرے گا، اللّٰہ تعالیٰ اس کی پوشیدہ چیز کی ٹٹول کرے (یعنی اسے ظاہر کر دے) گا اور جس کی اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) ٹٹول کرے گا (یعنی عیب ظاہر کرے گا) اس کو رسوا کر دے گا، اگرچہ وہ اپنے مکان کے اندر ہو۔ [1]

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی غیبت کرنا اور ان کے عیب تلاش کرنا منافق کا شِعار ہے اور عیب تلاش کرنے کا انجام ذلت و رسوائی ہے کیونکہ جو شخص کسی دوسرے مسلمان کے عیب تلاش کر رہا ہے، یقیناً اس میں بھی کوئی نہ کوئی عیب ضرور ہوگا اور ممکن ہے کہ وہ عیب ایسا ہو جس کے ظاہر ہونے سے وہ معاشرے میں ذلیل و خوار ہو جائے لہٰذا عیب تلاش کرنے والوں کو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ ان کی اس حرکت کی بنا پر کہیں اللّٰہ تعالیٰ ان کے وہ پوشیدہ عیوب ظاہر نہ فرما دے جس سے وہ ذلت و رسوائی سے دوچار ہو جائیں۔

عیب چھپانے کے دو فضائل

یہاں موضوع کی مناسبت سے مسلمانوں کے عیب چھپانے کے دو فضائل ملاحظہ ہوں،

(1)......حضرت عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کے عیب پر پردہ رکھا اللّٰہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب پر پردہ رکھے گا۔ [2]

(2)......حضرت عقبہ بن عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد

1......ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، ٤/٣٥٤، الحدیث: ٤٨٨٠.

2......بخاری، کتاب المظالم والغصب، باب لا یظلم المسلم... الخ، ٢/١٢٦، الحدیث: ٢٤٤٢.

فرمایا: ''جو شخص ایسی چیز دیکھے جس کو چھپانا چاہیے اور اس نے پردہ ڈال دیا (یعنی چھپادی) تو ایسا ہے جیسے مَوْءُوْدَہ (یعنی زندہ زمین میں دبادی جانے والی بچی) کو زندہ کیا۔ (1)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے مسلمان بھائیوں کے عیب چھپانے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

لوگوں کے عیب تلاش کرنے کی بجائے اپنے عیبوں کی اصلاح کی جائے

جو شخص لوگوں کے عیب تلاش کرنے میں رہتا ہے اسے خاص طور پر اور تمام لوگوں کو عمومی طور پر چاہئے کہ کسی کے عیب تلاش کرنے کی بجائے اپنے اندر موجود عیبوں کو تلاش کرنے اور ان کی اصلاح کرنے کی کوشش کریں کہ اسی میں ان کی اور دوسروں کی دنیا و آخرت کا بھلا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی آنکھ میں تنکا دیکھتا ہے اور اپنی آنکھ کو بھول جاتا ہے۔ (2)

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: جب تم اپنے ساتھی کے عیب ذکر کرنے کا ارادہ کرو تو (اس وقت) اپنے عیبوں کو یاد کرو۔ (3)

اللہ تعالیٰ ہمیں دوسروں کے عیب تلاش کرنے سے بچنے، اپنے عیبوں کو تلاش کرنے اور ان کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

انسان کی عزت وحرمت کی حفاظت میں اسلام کا کردار

دینِ اسلام کی نظر میں ایک انسان کی عزت و حرمت کی قدر بہت زیادہ ہے اور اگر وہ انسان مسلمان بھی ہو تو اس کی عزت و حرمت کی قدر اسلام کی نظر میں مزید بڑھ جاتی ہے، اسی لئے دینِ اسلام نے ان تمام اَفعال سے بچنے کا حکم دیا ہے جن سے کسی انسان کی عزت و حرمت پامال ہوتی ہو، ان افعال میں سے ایک فعل کسی کے عیب تلاش کرنا اور اسے دوسروں کے سامنے بیان کر دینا ہے جس کا انسانوں کی عزت و حرمت ختم کرنے میں بہت بڑا کردار ہے، اس وجہ سے جہاں اس شخص کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کا عیب لوگوں کے سامنے ظاہر ہو جائے وہیں وہ شخص بھی

1 ……ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی الستر علی المسلم، ۴/۳۵۷، الحدیث: ۴۸۱۹.

2 ……شعب الایمان، الرابع والاربعون من شعب الایمان... الخ، فصل فیما ورد... الخ، ۵/۳۱۱، الحدیث: ۶۷۶۱.

3 ……شعب الایمان، الرابع والاربعون من شعب الایمان... الخ، فصل فیما ورد... الخ، ۵/۳۱۱، الحدیث: ۶۷۵۸.

لوگوں کی نفرت اور ملامت کا سامنا کرتا ہے جو عیب تلاش کرنے اور انہیں ظاہر کرنے میں لگا رہتا ہے، یوں عیب تلاش کرنے والے اور جس کا عیب بیان کیا جائے، دونوں کی عزت وحرمت چلی جاتی ہے، اس لئے دینِ اسلام نے عیبوں کی تلاش میں رہنے اور انہیں لوگوں کے سامنے شرعی اجازت کے بغیر بیان کرنے سے منع کیا اور اس سے باز نہ آنے والوں کو سخت وعیدیں سنائیں تاکہ ان وعیدوں سے ڈر کر لوگ اس بُرے فعل سے باز آجائیں اور سب کی عزت وحرمت کی حفاظت ہو۔

﴿وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا: اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔﴾ اس آیت میں تیسرا حکم یہ دیا گیا کہ ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تم میں کوئی یہ پسند کرے گا کہ اپنے مَرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے، یقیناً یہ تمہیں ناپسند ہوگا، تو پھر مسلمان بھائی کی غیبت بھی تمہیں گوارا نہ ہونی چاہئے کیونکہ اس کو پیٹھ پیچھے برا کہنا اس کے مرنے کے بعد اس کا گوشت کھانے کی مثل ہے کیونکہ جس طرح کسی کا گوشت کاٹنے سے اس کو ایذا ہوتی ہے اسی طرح اس کی بدگوئی کرنے سے اسے قلبی تکلیف ہوتی ہے اور درحقیقت عزت وآبرُو گوشت سے زیادہ پیاری ہے۔ **شانِ نزول:** جب سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جہاد کے لئے روانہ ہوتے اور سفر فرماتے تو ہر دو مال داروں کے ساتھ ایک غریب مسلمان کو کر دیتے کہ وہ غریب اُن کی خدمت کرے اور وہ اسے کھلائیں پلائیں، یوں ہر ایک کا کام چلے، چنانچہ اسی دستور کے مطابق حضرت سلمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ دو آدمیوں کے ساتھ کئے گئے تھے، ایک روز وہ سو گئے اور کھانا تیار نہ کر سکے تو اُن دونوں نے انہیں کھانا طلب کرنے کے لئے رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں بھیجا، حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے کچن کے خادم حضرتِ اُسامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھے، اُن کے پاس کھانے میں سے کچھ باقی رہا نہ تھا، اس لئے انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ حضرت سلمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہی آکر کہہ دیا تو اُن دونوں رفیقوں نے کہا: اُسامہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے بخل کیا۔ جب وہ حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا ’’میں تمہارے منہ میں گوشت کی رنگت دیکھتا ہوں۔ اُنہوں نے عرض کی: ہم نے گوشت کھایا ہی نہیں۔ ارشاد فرمایا ’’تم نے غیبت کی اور جو مسلمان کی غیبت کرے اُس نے مسلمان کا گوشت کھایا۔ (1)

1 ......خازن، الحجرات، تحت الآیۃ: ۱۲، ۴/۱۷۰-۱۷۱ ملخصاً.

غیبت اور اس کی مذمت سے متعلق 4 اَحادیث

اس آیت میں غیبت کرنے سے منع کیا گیا اور ایک مثال کے ذریعے اس کی شَناعت اور برائی کو بیان فرمایا گیا ہے، کثیر اَحادیث میں بھی اس کی شدید مذمت بیان کی گئی ہے، یہاں ان میں سے 4 اَحادیث ملاحظہ ہوں:

(1)......حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا چیز ہے؟ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ نے عرض کی: اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہی زیادہ جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا ''تم اپنے بھائی کا وہ عیب بیان کرو جس کے ذکر کو وہ ناپسند کرتا ہے۔ عرض کی گئی: اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو جسے میں بیان کرتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: تم جو عیب بیان کررہے ہو اگر وہ اس میں موجود ہو جب ہی تو وہ غیبت ہے اور اگر اس میں وہ عیب نہیں ہے تو پھر وہ بہتان ہے۔ (1)

(2)......حضرت ابو سعید اور حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''غیبت زِنا سے بھی زیادہ سخت چیز ہے۔ لوگوں نے عرض کی، یارسولَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، غیبت زنا سے زیادہ سخت کیسے ہے؟ ارشاد فرمایا ''مرد زِنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللّٰہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور غیبت کرنے والے کی تب تک مغفرت نہ ہوگی جب تک وہ معاف نہ کردے جس کی غیبت کی ہے۔ (2)

(3)......حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے ناخن پیتل کے تھے اور وہ ان ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، میں نے پوچھا: اے جبریل! عَلَیْہِ السَّلَام، یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ وہ افراد ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی عزتوں کو پامال کرتے تھے۔ (3)

(4)......حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

1......مسلم، کتاب البرّ والصّلة والآداب، باب تحریم الغیبة، ص۱۳۹۷، الحدیث: ۷۰(۲۵۸۹).
2......شعب الایمان، الرابع والاربعون من شعب الایمان... الخ، فصل فیما ورد... الخ، ۵/۳۰۶، الحدیث: ۶۷۴۱.
3......ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبة، ۴/۳۵۳، الحدیث: ۴۸۷۸.

جس نے دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھایا اس کے پاس قیامت کے دن اس کے بھائی کا گوشت لایا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا تم جس طرح دنیا میں اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتے تھے اب زندہ کا گوشت کھاؤ وہ چیخ مارتا ہوا اور منہ بگاڑتا ہوا کھائے گا۔ (1)

سرِ دست یہ 4 اَحادیث ذکر کی ہیں، ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ انہیں غور سے پڑھے اور غیبت سے بچنے کی بھرپور کوشش کرے، فی زمانہ اس حرام سے بچنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے کیونکہ آج کل مسلمانوں میں یہ بلا بہت پھیلی ہوئی ہے اور وہ اس سے بچنے کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے اور ان کی بہت کم مجلسیں ایسی ہوتی ہیں جو چغلی اور غیبت سے محفوظ ہوں۔ اللہ تعالٰی ہمیں غیبت جیسی خطرناک باطنی بیماری سے محفوظ فرمائے، اٰمین۔

غیبت کی تعریف اور اس سے متعلق 5 شرعی مسائل

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: غیبت کے یہ معنی ہیں کہ کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو (جس کو وہ دوسروں کے سامنے ظاہر ہونا پسند نہ کرتا ہو) اس کی برائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا اور اگر اس میں وہ بات ہی نہ ہو تو یہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہے۔ (2)

غیبت سے متعلق 5 شرعی مسائل درج ذیل ہیں:

(1)......غیبت جس طرح زبان سے ہوتی ہے (اسی طرح) فعل سے بھی ہوتی ہے، صراحت کے ساتھ برائی کی جائے یا تعریض و کنایہ کے ساتھ ہو سب صورتیں حرام ہیں، برائی کو جس نَوعِیَّت سے سمجھائے گا سب غیبت میں داخل ہے۔ تعریض کی یہ صورت ہے کہ کسی کے ذکر کرتے وقت یہ کہا کہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میں ایسا نہیں'' جس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ ایسا ہے۔ کسی کی برائی لکھ دی یہ بھی غیبت ہے، سر وغیرہ کی حرکت بھی غیبت ہو سکتی ہے، مثلاً کسی کی خوبیوں کا تذکرہ تھا اس نے سر کے اشارہ سے یہ بتانا چاہا کہ اس میں جو کچھ برائیاں ہیں ان سے تم واقف نہیں، ہونٹوں اور آنکھوں اور بھوؤں اور زبان یا ہاتھ کے اشارہ سے بھی غیبت ہو سکتی ہے۔

(2)......ایک صورت غیبت کی نقل ہے مثلاً کسی لنگڑے کی نقل کرے اور لنگڑا کر چلے، یا جس چال سے کوئی چلتا ہے اس

1 ......معجم الاوسط، باب الالف، من اسمہ: احمد، ۱/ ۴۵۰، الحدیث: ۱۶۵۶.

2 ......بہارِ شریعت، حصہ شانزدہم، ۳/ ۵۳۲۔

کی نقل اتاری جائے یہ بھی غیبت ہے، بلکہ زبان سے کہہ دینے سے یہ زیادہ برا ہے کیونکہ نقل کرنے میں پوری تصویر کشی اور بات کو سمجھانا پایا جاتا ہے (جب) کہ کہنے میں وہ بات نہیں ہوتی۔ [1]

(3)......جس طرح زندہ آدمی کی غیبت ہوسکتی ہے مرے ہوئے مسلمان کو برائی کے ساتھ یاد کرنا بھی غیبت ہے، جبکہ وہ صورتیں نہ ہوں جن میں عیوب کا بیان کرنا غیبت میں داخل نہیں۔ مسلم کی غیبت جس طرح حرام ہے کافر ذمی کی بھی ناجائز ہے کہ ان کے حقوق بھی مسلم کی طرح ہیں (جبکہ) کافر حربی کی برائی کرنا غیبت نہیں۔

(4)......کسی کی برائی اس کے سامنے کرنا اگر غیبت میں داخل نہ بھی ہو جبکہ غیبت میں پیٹھ پیچھے برائی کرنا معتبر ہو مگر یہ اس سے بڑھ کر حرام ہے کیونکہ غیبت میں جو وجہ ہے وہ یہ ہے کہ ایذاءِ مسلم ہے وہ یہاں بدرجہ اَولی پائی جاتی ہے غیبت میں تو یہ اِحتمال ہے کہ اسے اطلاع ملے یا نہ ملے اگر اسے اطلاع نہ ہوئی تو ایذا بھی نہ ہوئی، مگر احتمالِ ایذا کو یہاں ایذا قرار دے کر شرعِ مُطَہَّر نے حرام کیا اور مونھ پر اس کی مذمت کرنا تو حقیقۃً ایذا ہے پھر یہ کیوں حرام نہ ہو۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: بعض لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ تم فلاں کی غیبت کیوں کرتے ہو، وہ نہایت دلیری کے ساتھ یہ کہتے ہیں مجھے اس کا ڈر اپڑا ہے چلو میں اس کے مونھ پر یہ باتیں کہہ دوں گا، ان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا غیبت وحرام ہے اور مونھ پر کہو گے تو یہ دوسرا حرام ہوگا، اگر تم اس کے سامنے کہنے کی جرأت رکھتے ہو تو اس کی وجہ سے غیبت حلال نہیں ہوگی۔

(5)......جس کے سامنے کسی کی غیبت کی جائے اسے لازم ہے کہ زبان سے انکار کردے مثلاً کہہ دے کہ میرے سامنے اس کی برائی نہ کرو۔ اگر زبان سے انکار کرنے میں اس کو خوف واندیشہ ہے تو دل سے اسے برا جانے اور اگر ممکن ہو تو یہ شخص جس کے سامنے برائی کی جارہی ہے وہاں سے اٹھ جائے یا اس بات کو کاٹ کر کوئی دوسری بات شروع کردے ایسا نہ کرنے میں سننے والا بھی گناہ گار ہوگا، غیبت کا سننے والا بھی غیبت کرنے والے کے حکم میں ہے۔ [2]

غیبت سے توبہ اور معافی سے متعلق 5 شرعی مسائل

یہاں غیبت سے توبہ اور معافی سے متعلق 5 شرعی مسائل بھی ملاحظہ ہوں:

1 ...... بہار شریعت، حصہ شانزدہم، ۳/۵۳۶۔

2 ...... بہار شریعت، حصہ شانزدہم، ۳/۵۳۷-۵۳۸۔

(1)......جس کی غیبت کی اگر اس کو اس کی خبر ہوگئی تو اس سے معافی مانگنی ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے سامنے یہ کہے کہ میں نے تمھاری اس اس طرح غیبت یا برائی کی تم معاف کردو، اس سے معاف کرائے اور توبہ کرے تب اس سے بریٔ الذمہ ہوگا اور اگر اس کو خبر نہ ہوئی ہو تو توبہ اور ندامت کافی ہے۔

(2)......جس کی غیبت کی ہے اسے خبر نہ ہوئی اور اس نے توبہ کرلی اس کے بعد اسے خبر ملی کہ فلاں نے میری غیبت کی ہے آیا اس کی توبہ صحیح ہے یا نہیں؟ اس میں علما کے دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ وہ توبہ صحیح ہے اللہ تعالیٰ دونوں کی مغفرت فرمادے گا، جس نے غیبت کی اس کی مغفرت توبہ سے ہوئی اور جس کی غیبت کی گئی اس کو جو تکلیف پہنچی اور اس نے درگزر کیا، اس وجہ سے اس کی مغفرت ہوجائے گی۔

اور بعض علما یہ فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ مُعَلَّق رہے گی اگر وہ شخص جس کی غیبت ہوئی خبر پہنچنے سے پہلے ہی مرگیا تو توبہ صحیح ہے اور توبہ کے بعد اسے خبر پہنچ گئی تو صحیح نہیں، جب تک اس سے معاف نہ کرائے۔ بہتان کی صورت میں توبہ کرنا اور معافی مانگنا ضروری ہے بلکہ جن کے سامنے بہتان باندھا ہے ان کے پاس جا کر یہ کہنا ضرور ہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا جو فلاں پر میں نے بہتان باندھا تھا۔

(3)......معافی مانگنے میں یہ ضرور ہے کہ غیبت کے مقابل میں اس کی ثناءِ حسن (اچھی تعریف) کرے اور اس کے ساتھ اظہارِ محبت کرے کہ اس کے دل سے یہ بات جاتی رہے اور فرض کرو اس نے زبان سے معاف کردیا مگر اس کا دل اس سے خوش نہ ہوا تو اس کا معافی مانگنا اور اظہارِ محبت کرنا غیبت کی برائی کے مقابل ہوجائے گا اور آخرت میں مُؤاخذہ نہ ہوگا۔

(4)......اس نے معافی مانگی اور اس نے معاف کردیا مگر اس نے سچائی اور خلوصِ دل سے معافی نہیں مانگی تھی محض ظاہری اور نمائشی یہ معافی تھی، تو ہوسکتا ہے کہ آخرت میں مُؤاخذہ ہو، کیونکہ اس نے یہ سمجھ کر معاف کیا تھا کہ یہ خلوص کے ساتھ معافی مانگ رہا ہے۔

(5)......امام غزالی عَلَیْہِ الرَّحْمَہ یہ فرماتے ہیں، کہ جس کی غیبت کی وہ مرگیا یا کہیں غائب ہوگیا اس سے کیونکر معافی مانگے یہ معاملہ بہت دشوار ہوگیا، اس کو چاہیے کہ نیک کام کی کثرت کرے تاکہ اگر اس کی نیکیاں غیبت کے بدلے میں اسے دے دی جائیں، جب بھی اس کے پاس نیکیاں باقی رہ جائیں۔ (1)

1...... بہارِ شریعت، حصہ شانزدہم، ۳/۵۳۸-۵۳۹۔

نوٹ: غیبت سے متعلق مزید شرعی مسائل جاننے کیلئے، بہارِ شریعت جلد 3 ص 532 تا 539 کا مطالعہ فرمائیں۔ (1)

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم آپس میں پہچان رکھو، بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔﴾ ارشاد فرمایا: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ایک عورت حضرت حوا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے پیدا کیا اور جب نسب کے اس انتہائی درجہ پر جا کر تم سب کے سب مل جاتے ہو تو نسب میں ایک دوسرے پر فخر اور بڑائی کا اظہار کرنے کی کوئی وجہ نہیں، سب برابر ہو اور ایک جدِّ اعلیٰ کی اولاد ہو (اس لئے نسب کی وجہ سے ایک دوسرے پر فخر کا اظہار نہ کرو) اور ہم نے تمہیں مختلف قومیں، قبیلے اور خاندان بنایا تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کی پہچان رکھو اور ایک شخص دوسرے کا نسب جانے اور اس طرح کوئی اپنے باپ دادا کے سوا دوسرے کی طرف اپنے آپ کو منسوب نہ کرے، نہ یہ کہ اپنے نسب پر فخر کرنے لگ جائے اور دوسروں کی تحقیر کرنا شروع کردے۔ (2)

یاد رہے کہ دنیا میں وہ اُمور اگرچہ کثیر ہیں کہ جن کی وجہ سے فخر و تکبر کیا جاتا ہے لیکن نسب ان میں سب سے

1 ......غیبت سے متعلق اہم معلومات حاصل کرنے کے لئے امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی کتاب ''غیبت کی تباہ کاریاں'' (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

2 ......مدارک، الحجرات، تحت الآیۃ: ۱۳، ص۱۱۵۶.

بڑا اَمر ہے کیونکہ مال، حسن اور بزرگی کی وجہ سے کیا جانے والا تکبر ہمیشہ نہیں رہتا بلکہ ان چیزوں کے ختم ہونے پر تکبر بھی ختم ہو جاتا ہے جبکہ نسب کی وجہ سے کیا جانے والا تکبر ختم نہیں ہوتا، اسی لئے یہاں بطورِ خاص اسے ذکر کیا گیا۔[1]

نسب کے ذریعے فخر و تکبر کرنے کی مذمت

فخر و تکبُّر کے اَسباب میں سے ایک اہم سبب اپنے نسب کے ذریعے دوسروں پر تکبر کرنا ہے، اس کے بارے میں امام محمد غزالی رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: جس آدمی کا نسب اچھا ہو وہ دوسرے نسب والوں کو حقیر جانتا ہے اور بعض لوگ حسب و نسب کے ذریعے اس طرح تکبر کرتے ہیں کہ گویا دوسرے لوگ ان کی مِلکِیَّت میں اور ان کے غلام ہیں، وہ اِن سے میل جول کرنے اور ان کے پاس بیٹھنے سے نفرت کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ ان کی زبان پر یوں آتا ہے کہ تکبر کرتے ہوئے دوسروں کو گھٹیا قسم کے الفاظ سے پکارتے ہوئے کہتے ہیں: تم کون ہو؟ تمہارا باپ کون ہے؟ میں فلاں کا بیٹا فلاں ہوں، تمہیں مجھ سے بات کرنے یا میری طرف دیکھنے کا کیا حق ہے؟ تو مجھ جیسے لوگوں سے بات کرتا ہے اور مجھ سے اس قسم کی گفتگو کرتا ہے؟ (وغیرہ)

یہ ایک ایسی پوشیدہ رگ ہے کہ کوئی بھی نسب والا اس سے خالی نہیں ہوتا اگرچہ وہ نیک اور باعمل ہو، لیکن بعض اوقات حالت اِعتدال پر ہونے کی صورت میں یہ بات ظاہر نہیں ہوتی اور جب اس پر غصے کا غلبہ ہو تو وہ اس کے نورِ بصیرت کو بجھا دیتا ہے اور اس قسم کی گفتگو اس کی زبان پر آ جاتی ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی موجودگی میں ایک شخص سے میری تکرار ہو گئی تو میں نے کہا: اے کالی عورت کے بیٹے! تو نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’اے ابوذر! صاع پورا نہیں بھرا جاتا، سفید عورت کے بیٹے کو سیاہ عورت کے بیٹے پر کوئی فضیلت نہیں۔ حضرت ابوذر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں لیٹ گیا اور اس شخص سے کہا: اٹھو اور میرے رخسار کو پامال کر دو۔

تو دیکھئے کس طرح نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے انہیں تنبیہ فرمائی جب انہوں نے سفید خاتون کا بیٹا ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو افضل سمجھا اور یہ بات خطا اور نادانی ہے، اور دیکھئے کہ انہوں نے کس طرح توبہ کی اور اپنے آپ سے تکبر کے درخت کو اس شخص کے تلوے کے ذریعے جڑ سے اکھاڑ پھینکا جس کے مقابلے میں تکبر کیا گیا تھا

1 ......تفسیر کبیر، الحجرات، تحت الآیۃ: ۱۳، ۱۰/۱۱۳، ملخصاً.

کیونکہ آپ کو معلوم ہو گیا تھا کہ تکبر کو صرف عاجزی کے ذریعے ختم کیا جاسکتا ہے۔

اسی سلسلے میں مروی ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی موجودگی میں دو آدمیوں نے ایک دوسرے پر فخر کا اظہار کیا، ایک نے کہا: میں فلاں کا بیٹا فلاں ہوں تم کون ہو؟ تمہاری تو ماں ہی نہیں۔ اس پر حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے سامنے دو آدمیوں نے ایک دوسرے پر فخر کیا، ان میں سے ایک نے کہا: میں فلاں کا بیٹا فلاں ہوں، اس طرح وہ نو پُشتیں شمار کر گیا اور کہا: تیری تو ماں ہی نہیں ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی بھیجی کہ جس نے فخر کا اظہار کیا ہے اس سے فرما دیجئے: وہ نو کی نو پشتیں جہنم میں جائیں گی اور تم ان کے ساتھ دسویں ہو گے۔ (1)

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا لوگوں کو اپنے آباؤ اَجداد پر فخر کرنا چھوڑ دینا چاہیے وہ جہنم میں کوئلہ بن گئے یا وہ اللّٰہ تعالیٰ کے نزدیک ان کیڑوں سے بھی زیادہ ذلیل ہیں جو اپنے ناک سے گندگی کو دھکیلتے ہیں (2)۔ (3)

اللّٰہ تعالیٰ ہمیں اس باطنی بیماری سے محفوظ فرمائے، اٰمین۔ (4)

﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ: بیشک اللّٰہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔﴾ آیت کے اس حصے میں وہ چیز بیان فرمائی جارہی ہے جو انسان کے لئے شرافت و فضیلت کا سبب ہے اور جس سے اسے اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزت حاصل ہوتی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا: بیشک اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تم میں سے زیادہ عزت والا وہ شخص ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے بیشک اللّٰہ تعالیٰ تمہیں جاننے والا اور تمہارے باطن سے خبردار ہے۔ **شانِ نزول:** حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مدینہ منورہ کے بازار میں تشریف لے گئے، وہاں ملاحظہ فرمایا کہ ایک حبشی غلام یہ کہہ رہا تھا: جو مجھے خریدے اس سے میری یہ شرط ہے کہ مجھے رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اِقتداء میں پانچوں نمازیں ادا کرنے سے منع نہ کرے۔ اس غلام کو ایک شخص نے خرید لیا، پھر وہ غلام بیمار ہو گیا تو سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ

1 ......مسند امام احمد، مسند الانصار، حديث عبد الرّحمن بن ابی ليلى... الخ، ٣٤/٨، الحديث: ٢١٢٣٦.

2 ......ابو داؤد، كتاب الادب، باب فی التّفاخر بالاحساب، ٤/٤٢٧، الحديث: ٥١١٦، باختلاف بعض الالفاظ.

3 ......احياء علوم الدين، كتاب ذمّ الكبر والعجب، بيان ما به التكبّر، ٣/٤٣١-٤٣٢.

4 ......تکبر سے متعلق ضروری معلومات حاصل کرنے کے لئے کتاب ''تکبر'' (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ فرمائیں۔

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اس کی عیادت کے لئے تشریف لائے ، پھر اس کی وفات ہوگئی اور رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اس کی تدفین میں تشریف لائے ،اس کے بارے میں لوگوں نے کچھ کہا تو اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔[1]

عزت اور فضیلت کا مدار پرہیزگاری ہے

اس سے معلوم ہوا کہ اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزت وفضیلت کا مدار نسب نہیں بلکہ پرہیزگاری ہے لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ نسب پر فخر کرنے سے بچے اور تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرے تا کہ اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسے عزت و فضیلت نصیب ہو،ترغیب کے لئے یہاں اس سے متعلق 3 اَحادیث ملاحظہ ہوں :

(1)......حضرت عبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا فرماتے ہیں: فتحِ مکہ کے دن حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ’’اے لوگو! اللّٰہ تعالیٰ نے تم سے جاہلِیَّت کا غرور اور ایک دوسرے پر خاندانی فخر دور کر دیا ہے اور اب صرف دو قسم کے لوگ ہیں (1) نیک اور متقی شخص جو کہ اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معزز ہے۔(2) گناہگار اور بد بخت آدمی ،اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ذلیل وخوار ہے۔تمام لوگ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اولاد ہیں اور حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اللّٰہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا ہے،اللّٰہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىٕلَ لِتَعَارَفُوْاؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ

ترجمۂ کنزالعرفان: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم آپس میں پہچان رکھو، بیشک اللّٰہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے بیشک اللّٰہ جاننے والا خبردار ہے۔[2]

(2)......حضرت عداء بن خالد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں حجۃ الوداع کے دن نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے منبرِ اقدس کے نیچے بیٹھا ہوا تھا،آپ نے اللّٰہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی ،پھر فرمایا ’’بے شک اللّٰہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى

ترجمۂ کنزالعرفان: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور

1......مدارك، الحجرات، تحت الآية: ١٣، ص١١٥٦، جلالين، الحجرات، تحت الآية: ١٣، ص٤٢٨، ملتقطاً.

2......ترمذی، كتاب التفسير، باب ومن سورة الحجرات، ١٧٩/٥، الحديث: ٣٢٨١.

وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىٕلَ لِتَعَارَفُوْاؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ

ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم آپس میں پہچان رکھو، بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

تو کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں اور نہ ہی کسی عجمی کو عربی پر فضیلت حاصل ہے، کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں اور نہ ہی کسی گورے کو کالے پر فضیلت حاصل ہے بلکہ فضیلت صرف تقویٰ و پرہیزگاری سے ہے (تو جو مُتَّقی اور پرہیزگار ہے وہ افضل ہے)۔(1)

(3)......حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’جب قیامت کا دن ہوگا تو بندوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اس حال میں کہ وہ غیر مختون ہوں گے اور ان کی رنگت سیاہ ہوگی، تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: ’’اے میرے بندو! میں نے تمہیں حکم دیا اور تم نے میرے حکم کو ضائع کر دیا اور تم نے اپنے نسبوں کو بلند کیا اور انہی کے سبب ایک دوسرے پر فخر کرتے رہے، آج کے دن میں تمہارے نسبوں کو حقیر و ذلیل قرار دے رہا ہوں، میں ہی غالب حکمران ہوں، کہاں ہیں مُتَّقی لوگ؟ کہاں ہیں متقی لوگ؟ بیشک اللہ تعالیٰ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔(2)

اللہ تعالیٰ ہمیں نسبی فخر و تکبر سے بچائے اور تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّاؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْــٴًـاؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: گنوار بولے ہم ایمان لائے تم فرماؤ تم ایمان تو نہ لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع ہوئے اور ابھی

1......معجم الكبير، عداء بن خالد بن هوذه العامرى، ١٨/١٢، الحديث: ١٦.

2......تاريخ بغداد، ذكر من اسمه علىّ، حرف الالف من آباء العليين، ٦١٧٢-علىّ بن ابراهيم العمرى القزوينى، ١١/٣٣٧.

ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے تو تمہارے کسی عمل کا تمہیں نقصان نہ دے گا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: دیہاتیوں نے کہا: ہم ایمان لے آئے ،تم فرماؤ: تم ایمان تو نہیں لائے ہاں یوں کہو کہ ہم فرمانبردار ہوئے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے تو تمہارے اعمال سے کچھ کمی نہیں کرے گا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا: دیہاتیوں نے کہا: ہم ایمان لے آئے۔﴾ شانِ نزول: بنو اسد بن خزیمہ کے کچھ لوگ خشک سالی کے زمانہ میں رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کا اظہار کیا، ان لوگوں نے مدینہ کے راستوں میں گندگی پھیلائی اور ان کی وجہ سے وہاں غلہ کے دام بڑھ گئے اور دوسری طرف صبح وشام رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں آ کر اپنے اسلام لانے کا احسان جتاتے اور کہتے: ہمیں کچھ دیجئے۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا: دیہاتیوں نے کہا: ہم ایمان لے آئے، اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ ان سے فرمادیں تم سچے دل سے ایمان تو نہیں لائے ہاں یوں کہو کہ ہم ظاہری طور پر فرمانبردار ہوئے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم ظاہری و باطنی طور پر، سچائی اور اخلاص کے ساتھ نفاق کو چھوڑ کر اللہ تعالٰی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے تو اللہ تعالٰی تمہارے نیک اعمال کے ثواب سے کچھ کمی نہیں کرے گا بلکہ تمہیں اپنی شان کے لائق جزا دے گا جو تمہارے وہم وگمان سے باہر ہے، بیشک اللہ تعالٰی بندوں کے گناہوں پر پردہ ڈال کر انہیں بخشنے والا اور انہیں توبہ کی ہدایت دے کر ان پر مہربانی فرمانے والا ہے۔[1]

یہاں آیت کی مناسبت سے دو باتیں یاد رہیں، ایک یہ کہ محض زبانی اقرار جس کے ساتھ قلبی تصدیق نہ ہو معتبر نہیں اور اس سے آدمی مومن نہیں ہوتا۔ دوسری یہ کہ اطاعت وفرمانبرداری، اسلام کے لغوی معنی ہیں اور شرعی معنی میں اسلام اور ایمان ایک ہیں، ان میں کوئی فرق نہیں۔

1 ......خازن، الحجرات، تحت الآية: ١٤، ١٧٣/٤، مدارك، الحجرات، تحت الآية: ١٤، ص١١٥٧، ملتقطاً.

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہ کیا اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی سچّے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے شک نہ کیا اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی سچے ہیں۔

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ: ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔﴾ ایمان کا دعویٰ کرنے والے دیہاتیوں سے فرمایا گیا: اگر تم ایمان لانا چاہتے ہو تو یاد رکھو کہ ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لائے، پھر انہوں نے اپنے دین و ایمان میں شک نہ کیا اور اپنی جان اور مال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا اور یہی لوگ ایمان کے دعوے میں سچے ہیں۔ (1)

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِیْنِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ کیا تم اللہ کو اپنا دین بتاتے ہو اور اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

1 ......تفسیر کبیر، الحجرات، تحت الآیۃ: ۱۵، ۱۰/۱۱۷، خازن، الحجرات، تحت الآیۃ: ۱۵، ۴/۱۷۴، ملتقطاً.

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تم فرماؤ: کیا تم اللہ کو اپنا دین بتاتے ہو حالانکہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

﴿قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِیْنِكُمْ: تم فرماؤ: کیا تم اللہ کو اپنا دین بتاتے ہو۔﴾ **شانِ نزول:** جب اس سے پہلے کی دونوں آیتیں نازل ہوئیں تو دیہاتیوں نے قسمیں کھا کر کہا کہ ہم مخلص مومن ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کو خطاب فرمایا گیا: اے پیارے حبیب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ، آپ ان سے فرمادیں: کیا تم اللہ تعالٰی کو اپنے دین کی خبر دے رہے ہو حالانکہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں موجود ہے اسے اللہ تعالٰی جانتا ہے اور اس سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے اور اللہ تعالٰی کی شان یہ ہے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے، مومن کا ایمان بھی اسے معلوم ہے اور منافق کا نفاق بھی اس کے علم میں ہے، تمہارے بتانے اور خبر دینے کی حاجت نہیں۔ (1)

یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْاؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْۚ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے محبوب وہ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ مسلمان ہوگئے تم فرماؤ اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اُس نے تمہیں اسلام کی ہدایت کی اگر تم سچے ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے محبوب! وہ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہوگئے۔ تم فرماؤ: اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت دی اگر تم سچے ہو۔

﴿یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا: اے محبوب! وہ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہوگئے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے محبوب صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ! یہ لوگ آپ پر احسان جتاتے ہیں کہ ہم مسلمان ہوگئے ہیں تو آپ ان کی یہ غلط فہمی

1 ......خازن، الحجرات، تحت الآية: ١٦، ٤/١٧٤، مدارك، الحجرات، تحت الآية: ١٦، ص١١٥٨، ملتقطاً.

دور کردیں اور انہیں بتادیں کہ تم نے اسلام لا کر مجھ پر کوئی احسان نہیں کیا بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تم پر احسان کیا کہ تم کو ایمان کی دولت دیدی ورنہ کافر مرتے تو جہنم میں جاتے اور ہمیشہ کے لیے عذاب کے حقدار ٹھہرتے۔

مخلوق میں سے کسی کا حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر احسان نہیں

اس سے معلوم ہوا کہ کسی مخلوق کا حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر احسان نہیں بلکہ سب پر حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا احسان ہے کہ ہمیں جو نعمتیں ملیں وہ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے طفیل ہی ملیں، اگر تمام جہان کافر ہو جائے تو حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا کچھ نہیں بگڑتا اور اگر تمام دنیا مومن و مُتّقی ہو جائے تو حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر کچھ احسان نہیں، اگر ہم سورج سے نور لے لیں تو ہمارا احسان سورج پر نہیں بلکہ اس کا ہم پر احسان ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۠ ﴿۱۸﴾ ع ۲ ۸ ۱۴

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اللہ جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے سب غیب اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کے سب غیب جانتا ہے اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ: **بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کے سب غیب جانتا ہے۔**﴾ یعنی جو علیم وخبیر تمام آسمانوں کے غُیوب جانتا ہے اس پر تمہارے دل کے حالات کیسے چھپ سکتے ہیں اس کی بارگاہ میں اپنا ایمان ظاہر کرنا عَبَث ہے۔ یاد رہے کہ ہم گنہگاروں کا یہ عرض کرنا کہ اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، ہم گنہگار ہیں یا اے مولیٰ! ہم تیرے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لائے، یہ اللہ تعالیٰ پر ظاہر کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس سے بھیک مانگنے کے لئے ہے لہٰذا یہ آیت ان آیتوں کے خلاف نہیں جن میں اس کے اظہار کا ذکر ہے۔

سُوْرَةُ الْحَدِيْد

سورۂ حدید کا تعارف

مقامِ نزول

سورۂ حدید کے مقامِ نزول کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ مکیہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مدنیہ ہے۔ [1]

رکوع اور آیات کی تعداد

اس سورت میں 4 رکوع اور 29 آیتیں ہیں۔

''حدید'' نام رکھنے کی وجہ

عربی میں لوہے کو حدید کہتے ہیں اور اس سورت کی آیت نمبر 25 میں اللہ تعالیٰ نے حدید یعنی لوہے کے فوائد بیان فرمائے ہیں، اسی مناسبت سے اس سورت کا نام ''سورۂ حدید'' رکھا گیا۔

سورۂ حدید کی فضیلت

حضرت عرباض بن ساریہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سونے سے پہلے مُسَبِّحَاتْ (سورتوں) کی تلاوت فرماتے اور ارشاد فرماتے ''ان سورتوں میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔ [2]

یاد رہے کہ مُسَبِّحَات سے مراد وہ سورتیں ہیں جن کی ابتداء میں تسبیح کی آیات ہیں، جیسے سورۂ حدید، سورۂ حشر، سورۂ صف، سورۂ جمعہ اور سورۂ تغابُن۔

سورۂ حدید کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں عقیدے اور ایمان سے متعلق، جہاد اور راہِ خدا میں خرچ کرنے

1 ......جلالین، تفسیر سورۃ الحدید، ص۴۴۸۔

2 ......ترمذی، کتاب فضائل القرآن، ۲۱-باب، ۴/۴۲۲، الحدیث: ۲۹۳۰۔

کے بارے میں اوران کے علاوہ دیگر چیزوں سے متعلق شرعی اُمور بیان کئے گئے ہیں، نیز اس میں یہ مضامین ذکر کئے گئے ہیں۔

(1)......اس سورت کی ابتدا میں اللہ تعالٰی کی صفات، اس کے اسماءِ حسنٰی اور کائنات کی تخلیق میں اس کی عظمت وقدرت کے آثار کے ظہور کا بیان ہے۔

(2)......مسلمانوں کو دینِ اسلام کی سربلندی اور اس کے اعزاز کی خاطر اللہ تعالٰی کی راہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

(3)......دنیا اور آخرت کی حقیقت کو واضح کیا گیا اور بتایا گیا کہ دنیا فنا ہونے والا گھر اور کھیل تماشے کی طرح ہے جبکہ آخرت ہمیشہ باقی رہنے والا گھر، سعادت اور بڑی راحت کی جگہ ہے اور اس کے ساتھ دنیا کے دھوکے میں مبتلا ہونے سے ڈرایا گیا اور آخرت کی بہتری کے لئے عمل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

(4)......مسلمانوں کو مصیبتوں پر صبر کرنے کی تلقین کی گئی اور تکبُّر و بخل کی مذمت بیان کی گئی نیز اللہ تعالٰی سے ڈرنے اور اَنبیاء ورُسُل عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے راستے کی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا۔

(5)......اس سورت کے آخر میں سابقہ امتوں کے حالات سے نصیحت حاصل کرنے کا کہا گیا اور اس سلسلے میں حضرت نوح عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور حضرت ابراہیم عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واقعات بیان کئے گئے۔ مُتّقی لوگوں کے ثواب کو واضح کیا گیا اور اپنے رسولوں پر ایمان لانے والوں کے لئے دگنے اجر کا بیان ہوا، اور اس کے ساتھ یہ بھی بتادیا گیا کہ رسالت اللہ تعالٰی کی طرف سے ایک چناؤ اور اس کا فضل ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے یہ رتبہ عطا کردے۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کی تشریف آوری کے بعد اللہ تعالٰی نے نبوت کا سلسلہ ختم فرمادیا ہے اب قیامت تک کسی کو نبوت نہیں ملے گی۔

سورۂ واقعہ کے ساتھ مناسبت

سورۂ حدید کی اپنے سے ماقبل سورت ''واقعہ'' کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ سورۂ واقعہ کے آخر میں تسبیح کرنے کا حکم دیا گیا اور سورۂ حدید کی ابتدا میں تسبیح بیان کرکے گویا ہمیں اس کا طریقہ سکھادیا گیا یا آسمان وزمین میں موجود چیزوں کی تسبیح کا ذکر کرکے ایک اور انداز میں ترغیب دی گئی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ ﴿۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اللہ کی پاکی بیان کی ہر اس چیز نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی عزت والا، حکمت والا ہے۔

﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ: اللہ کی پاکی بیان کی ہر اس چیز نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو کچھ زمین و آسمانوں میں ہے چاہے وہ جاندار ہو یا بے جان، سب زبانِ حال اور زبانِ قال سے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں یعنی یہ کہ وہ اللہ ذات میں، صفات میں، اَفعال میں اور اَحکام میں ہر نقص و عیب سے پاک ہے اور اس کے رب ہونے کا اقرار کرتے اور اس کی اطاعت کا یقین رکھتے ہیں اور وہی اللہ عَزَّوَجَلَّ غالب اور کامل قدرت والا اور اپنے تمام افعال میں حکمت والا ہے۔[1]

لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ ۚ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اُسی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت جِلاتا ہے اور مارتا اور وہ سب کچھ کرسکتا ہے۔

[1]......تفسیر کبیر، الحدید، تحت الآیة: ۱، ۱۰/۴۴۱، تفسیر طبری، الحدید، تحت الآیة: ۱، ۱۱/۶۶۹، خازن، الحدید، تحت الآیة: ۱، ۴/۲۲۶، ملتقطاً۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: آسمانوں اور زمین کی سلطنت سب اسی کے لیے ہے، وہ زندگی اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

﴿لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ: **آسمانوں اور زمین کی سلطنت سب اسی کے لیے ہے۔**﴾ ارشاد فرمایا کہ آسمانوں اور زمین اور ان میں موجود تمام چیزوں پر اللہ تعالیٰ کا مکمل طور پر تَصَرُّف ہے اور ان سب میں اس کا حکم نافذ ہے، وہ اپنی تمام مخلوق سے بے پرواہ ہے اور سب اسی کے محتاج ہیں، اس کی شان یہ ہے کہ وہ مخلوق کو پیدا کر کے انہیں زندگی دیتا ہے اور قیامت کے دن بھی مُردوں کو زندہ فرمائے گا اور وہ دنیا میں زندوں کو موت دیتا ہے اور وہ ہر ممکن چیز پر قادر ہے۔ [1]

هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: وہی اوّل وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: وہی اول اور آخر اور ظاہر اور باطن ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔

﴿هُوَ الْاَوَّلُ: **وہی اول۔**﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی پانچ صفات بیان ہوئی ہیں۔

پہلی صفت: وہی اول ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات کے اعتبار سے ہر چیز سے پہلے ہے کہ وہ اس وقت بھی تھا جب کسی چیز کا وجود نہ تھا، اس کے لئے کوئی ابتداء نہیں۔

دوسری صفت: وہی آخر ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے ہلاک اور فنا ہونے کے بعد رہنے والا ہے کہ سب فنا ہو جائیں گے اور وہ ہمیشہ رہے گا، اس کے لئے کوئی انتہا نہیں۔

تیسری صفت: وہی ظاہر ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دلائل و براہین سے ایسا ظاہر ہے کہ ذرے ذرے میں اس کے وجود پر دلالت کرنے والے دلائل موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ظاہر ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ ہر چیز پر غالب ہے۔

---

1 ......روح البیان، الحدید، تحت الآیۃ: ۲، ۹/۳٤٦، خازن، الحدید، تحت الآیۃ: ۲، ٤/۲۲٦، جلالین، الحدید، تحت الآیۃ: ۲، ص٤٤٨، ملتقطاً.

چوتھی صفت: وہی باطن ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ حواس اللہ تعالیٰ کا اِدراک کرنے سے عاجز ہیں اور اس کی ذات ایسی پوشیدہ ہے کہ عقل کی اس تک رسائی نہیں اور یہ پوشیدگی دنیا اور آخرت دونوں میں ہے۔

پانچویں صفت: وہی ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہر شے کو ہر طرح سے جانتا ہے۔ (1)

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بھی اول، آخر، ظاہر اور باطن ہیں

حضرت علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے سیرت کے موضوع پر اپنی مشہور کتاب ''مدارجُ النُّبوۃ'' کے خطبے میں ذکر کیا ہے کہ یہ پانچوں صفات حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بھی ہیں۔ان کا ذکر کردہ کلام بعض مقامات پر کچھ تبدیلی کے ساتھ پیشِ خدمت ہے۔

سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اوّل بھی ہیں، آخر بھی ہیں، ظاہر بھی ہیں، باطن بھی ہیں اور سب کچھ جانتے بھی ہیں۔ چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اَوّلیَّت اس بنا پر ہے کہ موجودات کی تخلیق میں سب سے اول ہیں (جیسا کہ) حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''اے جابر! رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، ''اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ'' اللّٰہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو وجود بخشا۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مرتبۂ نبوت میں بھی سب سے اول ہیں۔حضرت عبداللّٰہ بن شقیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، ایک شخص نے سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے سوال کیا کہ آپ کب سے نبی ہیں؟ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (2)

میثاق کے دن سب جہاں والوں سے پہلے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جواب دیا۔

قیامت کے دن جب زمین شَق ہوگی تو سب سے پہلے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کیلئے زمین شَق ہوگی۔

---

1 ......روح البیان، الحدید، تحت الآیۃ: ٣، ٣٤٦/٩، خازن، الحدید، تحت الآیۃ: ٣، ٢٢٦/٤، جلالین، الحدید، تحت الآیۃ: ٣، ص٤٤٨-٤٤٩، ملتقطاً.

2 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب المغازی، ماجاء فی مبعث النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، ٤٣٨/٨، الحدیث: ١.

شفاعت کا دروازہ سب سے پہلے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے کھلے گا۔

جنت میں سب سے پہلے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم داخل ہوں گے۔

اس اَوَّلِیَّت کے باوجود بِعْثَت ورسالت میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سب سے آخر ہیں۔ کتابوں میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نازل ہونے والی کتاب قرآنِ کریم اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دین سب سے آخری ہے۔

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ظاہر سے مراد یہ ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کے اَنوار نے پورے آفاق کو گھیر رکھا ہے جس سے سارا جہان روشن ہے، مخلوق میں سے کسی کا ظہور آپ کے ظہور کی مانند اور کسی کا نور آپ کے نور کے ہم پلہ نہیں اور باطن سے مراد آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وہ اَسرار ہیں جن کی حقیقت کا اِدراک مخلوق کے لئے ناممکن ہے اور دور و نزدیک کے لوگ آپ کے جمال اور کمال میں کھو کر رہ گئے۔

اور آخر میں فرماتے ہیں کہ " وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ " کا ارشاد بلاشبہ حضور اِکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے (بھی) ہے کیونکہ " وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ " (یعنی اور ہر علم والے سے اوپر علم والا ہے) کی صفات آپ ہی میں موجود ہیں۔ (1)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سِرّ عیاں ہوں معنیٔ اوّل آخر ... کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ

(1) ......مدارج النبوہ، حصہ اول، ص ۲، ملتقطاً۔

وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۴﴾ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: وہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا کئے پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے جانتا ہے جو زمین کے اندر جاتا ہے اور جو اس سے باہر نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں ہو اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ اسی کی ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کی رجوع۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: وہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا کیے پھر عرش پر استوا فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے، وہ جانتا ہے جو کچھ زمین کے اندر جاتا ہے اور جو کچھ اس سے باہر نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی سلطنت اسی کیلئے ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کو لوٹایا جاتا ہے۔

﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ: وہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا کیے۔﴾ یہاں سے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور علم کے بارے میں بیان فرمایا، چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے آسمان اور زمین دنیا کے اَیّام کے حساب سے چھ دن میں پیدا کئے۔ حضرت حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو پلک جھپکنے میں زمین و آسمان پیدا کر دیتا لیکن اس کی حکمت کا یہی تقاضا ہوا کہ چھ دن کو اصل بنائے اور ان پر مدار رکھے۔ اور ارشاد فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے عرش پر اِستواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے، جو کچھ زمین کے اندر جاتا ہے خواہ وہ دانہ ہو یا پانی کا قطرہ، خزانہ ہو یا مردہ، اور جو کچھ اس سے باہر نکلتا ہے خواہ وہ نباتات ہو یا دھات یا اور کوئی چیز اور جو کچھ آسمان سے اُترتا ہے جیسے رحمت و عذاب، فرشتے اور بارش اور جو کچھ آسمان میں چڑھتا ہے جیسے اَعمال اور دعائیں، ان سب کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ عام طور پر اپنے علم و قدرت کے ساتھ اور خاص طور پر

اپنے فضل ورحمت کے ساتھ تمہارے ساتھ ہے چاہے تم جہاں بھی ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے کام دیکھ رہا ہے تو وہ قیامت کے دن تمہیں تمہارے اعمال کے مطابق جزا دے گا۔ (1)

اس آیت میں غفلت کی نیند سونے والوں اور گناہوں میں مصروف لوگوں کے لئے بڑی نصیحت ہے، انہیں چاہئے کہ اپنی غفلت کی نیند سے بیدار ہو جائیں اور گناہ کرتے وقت اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور اس سے حیا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ان کے اعمال معلوم ہیں اور وہ ان کا ہر کام دیکھ رہا ہے اور یہ جہاں بھی چلے جائیں اور جو حیلہ اور تدبیر اپنا لیں، مگر کسی جگہ اور کسی صورت اللہ تعالیٰ سے چھپ نہیں سکتے اور وہ ان کے اعمال کے مطابق انہیں جزا اور سزا دینے پر قدرت بھی رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا خوف نصیب فرمائے اور گناہوں سے بچنے اور نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ؕ وَ هُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۶

ترجمۂ کنزالایمان: رات کو دن کے حصّے میں لاتا ہے اور دن کو رات کے حصّے میں لاتا ہے اور وہ دلوں کی جانتا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے۔

﴿يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ: رات کو دن میں داخل کرتا ہے۔﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ (کسی موسم میں) رات کی مقدار کم کر کے اور دن کی مقدار بڑھا کر رات کے کچھ حصے کو دن میں داخل کرتا ہے اور (کسی موسم میں) دن کی مقدار کم کر کے اور رات کی مقدار بڑھا کر دن کے کچھ حصے کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ دِل کے عقیدے اور قلبی اَسرار سب کو جانتا ہے۔ (2)

1 ......مدارك، الحديد، تحت الآية: ٤، ص١٢٠٧، جلالين، الحديد، تحت الآية: ٤، ص٤٤٩، ملتقطاً.

2 ......جلالين، الحديد، تحت الآية: ٦، ص٤٤٩، ملخصاً.

نوٹ: رات اور دن میں کمی زیادتی کا بیان اس سے پہلے سورہ اٰلِ عمران، سورہ حج، سورۂ لقمان اور سورۂ فاطر میں گزر چکا ہے، یہاں ایک بار پھر ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں غور وفکر کریں اور اس کی وحدانیّت پر ایمان لائیں۔

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْهِ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ اَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِیْرٌ ﴿۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی راہ میں کچھ وہ خرچ کرو جس میں تمہیں اَوروں کا جانشین کیا تو جو تم میں ایمان لائے اور اس کی راہ میں خرچ کیا اُن کے لیے بڑا ثواب ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور (اس کی راہ میں) اس مال میں سے خرچ کرو جس میں اللہ نے تمہیں دوسروں کا جانشین بنایا ہے تو تم میں جو ایمان لائے اور انہوں نے خرچ کیا ان کے لیے بڑا ثواب ہے۔

﴿ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ: **اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔**﴾ اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت پر دلالت کرنے والی مختلف چیزیں بیان کرنے کے بعد اب بندوں کو ایمان قبول کرنے، محبتِ دنیا کو چھوڑ دینے اور نیک کاموں میں مال خرچ کرنے کا حکم دیا جارہا ہے۔ اس آیت کی ایک **تفسیر** یہ ہے کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت کا اقرار کرکے اور جن چیزوں کو نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں اُن میں اِن کی تصدیق کرکے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور ان کی پیروی کرو اور جو مال اس وقت تمہارے قبضے میں ہے، تم وراثت کے طور پر اس میں دوسروں کے جانشین بنے ہو اور عنقریب یہ تمہارے بعد والوں کی طرف منتقل ہو جائے گا لہٰذا تم پہلے لوگوں سے نصیحت حاصل کرو اور اس مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے بُخل نہ کرو، اور تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنا مال اسی طرح خرچ کیا جیسے انہیں حکم دیا گیا تھا تو اس بنا پر ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

دوسری **تفسیر** یہ ہے کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور جو مال تمہارے قبضے میں ہے یہ

سب اللہ تعالیٰ کے ہیں، اس نے تمہیں نفع اُٹھانے کے لئے دے دیئے ہیں، تم حقیقی طور پر ان کے مالک نہیں بلکہ نائب اور وکیل کی طرح ہو، انہیں راہِ خدا میں خرچ کرو اور جس طرح نائب اور وکیل کو مالک کے حکم سے خرچ کرنے میں کوئی تأمُّل نہیں ہوتا تو تمہیں بھی کوئی تأمُّل وتَرَدُّد نہ ہو۔اور تم میں سے جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کیا ان کے لیے بڑا ثواب ہے۔[1]

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ یَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِیْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۞۸

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ پر ایمان نہ لاؤ حالانکہ یہ رسول تمہیں بلا رہے ہیں کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ اور بیشک وہ تم سے پہلے ہی عہد لے چکا ہے اگر تمہیں یقین ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور (اے لوگو!) تمہیں کیا ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہ لاؤ حالانکہ رسول تمہیں بلا رہے ہیں کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ اور بیشک اللہ تم سے عہد لے چکا ہے۔ اگر تم یقین رکھتے ہو۔

﴿**وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ** :اور تمہیں کیا ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہ لاؤ۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لا رہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے رسول تمہیں بلا رہے ہیں کہ تم اپنے رب تعالیٰ کی وحدانیّت کا اقرار کرکے اس پر ایمان لاؤ اور وہ تمہارے سامنے (اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت اور اپنی رسالت کی) دلیلیں پیش کررہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی کتاب سنا رہے ہیں، اب تمہیں ایمان قبول کرنے سے کیا عذر ہوسکتا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ تم سے اس وقت عہد لے چکا ہے جب اس نے تمہیں حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی پشت سے نکالا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اگر تم اس عہد پر یقین رکھتے ہو تو ایمان لے آؤ۔[2]

1 ......صاوی، الحدید، تحت الآیۃ: ۷، ۶/۲۱۰۲-۲۱۰۳، تفسیر طبری، الحدید، تحت الآیۃ: ۷، ۱۱/۶۷۱-۶۷۲، روح البیان، الحدید، تحت الآیۃ: ۷، ۹/۳۵۳-۳۵۴، ملتقطاً۔

2 ......تفسیر طبری، الحدید، تحت الآیۃ: ۸، ۱۱/۶۷۲، خازن، الحدید، تحت الآیۃ: ۸، ۴/۲۲۷، ملتقطاً۔

هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِؕ-وَ اِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: وہی ہے کہ اپنے بندہ پر روشن آیتیں اُتارتا ہے کہ تمہیں اندھیریوں سے اُجالے کی طرف لے جائے اور بیشک اللّٰہ تم پر ضرور مہربان رحم والا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: وہی ہے جو اپنے بندہ پر روشن آیتیں اتارتا ہے تاکہ تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف لے جائے اور بیشک اللّٰہ تم پر ضرور مہربان رحمت والا ہے۔

﴿ **هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ** :وہی ہے جو اپنے بندہ پر روشن آیتیں اتارتا ہے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اللّٰہ تعالیٰ وہی ہے جو حضرت جبریل کے واسطے سے اپنے بندے محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر حکم اور مُمانعت، حلال اور حرام کے اَحکام پر مشتمل روشن آیتیں اتارتا ہے تاکہ اے میرے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی امت! یہ رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تمہیں کفر، شرک، شک، جہالت اور مخالفت کے اندھیروں سے ایمان، توحید، یقین، علم اور مُوافقت کے نور کی طرف لے جائیں اور بیشک اللّٰہ تعالیٰ تم پر ضرور مہربان اور رحمت والا ہے کہ اس نے تمہاری طرف اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو بھیجا اور ان پر قرآنِ پاک کی آیات نازل فرمائیں۔ (1)

یہی مضمون ایک دوسری آیت میں بیان ہوا ہے

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ﳔ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: الٓرٰ، یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے اندھیروں سے اجالے کی طرف، اس (اللّٰہ) کے راستے کی طرف نکالو جو عزت والا، سب خوبیوں والا ہے۔

1 ......روح البیان، الحدید، تحت الآیة: ۹، ۹/۳۵۵.
2 ......ابراهیم: ۱.

وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۱۰ ع

ع ۱۷

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہیں کیا ہے کہ اللّٰہ کی راہ میں خرچ نہ کرو حالانکہ آسمانوں اور زمین سب کا وارث اللّٰہ ہی ہے تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتحِ مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں اُن سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللّٰہ جنت کا وعدہ فرما چکا اور اللّٰہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور تمہیں کیا ہے کہ تم اللّٰہ کی راہ میں خرچ نہ کرو حالانکہ آسمانوں اور زمین سب کا وارث اللّٰہ ہی ہے۔ تم میں فتح سے پہلے خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں، وہ بعد میں خرچ کرنے والوں اور لڑنے والوں سے مرتبے میں بڑے ہیں اور ان سب سے اللّٰہ نے سب سے اچھی چیز کا وعدہ فرمالیا ہے اور اللّٰہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

﴿ **وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ: اور تمہیں کیا ہے کہ تم اللّٰہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔** ﴾ یعنی تم کس وجہ سے اللّٰہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کر رہے حالانکہ آسمانوں اور زمین سب کا مالک اللّٰہ تعالیٰ ہی ہے وہی ہمیشہ رہنے والا ہے جبکہ تم ہلاک ہو جاؤ گے اور تمہارے مال اسی کی مِلکیَّت میں رہ جائیں گے اور تمہیں خرچ نہ کرنے کی صورت میں ثواب بھی نہ ملے گا، تمہارے لئے بہتر یہ ہے کہ تم اپنا مال اللّٰہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کردو تاکہ اس کے بدلے ثواب تو پاسکو۔ (1)

1 ......خازن، الحديد، تحت الآية: ۱۰، ۴/ ۲۲۸.

راہِ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب

قرآن و حدیث میں بکثرت مقامات پر راہِ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ یُّوَفَّ اِلَیْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ (1)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور تم جو اچھی چیز خرچ کرو تو وہ تمہارے لئے ہی فائدہ مند ہے اور تم اللّٰہ کی خوشنودی چاہنے کیلئے ہی خرچ کرو اور جو مال تم خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تم پر کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی۔

اور ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾ لِیُوَفِّیَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَیَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک وہ لوگ جو اللّٰہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو ہرگز تباہ نہیں ہوگی۔ تاکہ اللّٰہ انہیں ان کے ثواب بھرپور دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرے بیشک وہ بخشنے والا، قدر فرمانے والا ہے۔

اور حضرت ابو امامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’اے ابنِ آدم! اگر تم اپنا ضرورت سے زائد مال خرچ کر دو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم اسے روکے رکھو گے تو یہ تمہارے حق میں برا ہے اور تمہیں اتنے مال پر ملامت نہ کی جائے گی جو تمہیں قناعت کی صورت میں لوگوں کی محتاجی سے

1 ...... بقرہ: ۲۷۲.
2 ...... فاطر: ۲۹، ۳۰.

محفوظ رکھے اور اپنے خرچ کی ابتدا اپنے زیر کفالت لوگوں سے کرو اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔[1]

اور حضرت ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اس وقت کعبہ کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مجھے دیکھا تو فرمایا ''ربِ کعبہ کی قسم! وہی لوگ خسارے میں ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیٹھ گیا لیکن ابھی ٹھیک سے بیٹھ نہ پایا تھا کہ اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کی ''یارسولَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، میرے ماں باپ آپ پر قربان! کون سے لوگ خسارے میں ہیں؟ ارشاد فرمایا ''وہ لوگ جو بڑے سرمایہ دار ہیں البتہ ان میں سے جو اِدھر اُدھر، آگے پیچھے، دائیں بائیں (راہِ خدا میں) خرچ کرتے ہیں (وہ خسارے میں نہیں) لیکن ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں۔[2]

﴿ لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ: تم میں فتح سے پہلے خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی فضیلت بیان فرمائی ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنے میں سبقت کی، چنانچہ ارشاد فرمایا ''اے میرے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے صحابہ! مکہ کی فتح سے پہلے جب کہ مسلمان کم اور کمزور تھے، اس وقت جنہوں نے خرچ کیا اور جہاد کیا وہ فضیلت میں دوسروں کے برابر نہیں اور وہ فتحِ مکہ کے بعد خرچ کرنے والوں اور لڑنے والوں سے درجے کے اعتبار سے بڑے ہیں اور فتح سے پہلے خرچ کرنے والوں سے بھی اور فتح کے بعد خرچ کرنے والوں سے بھی اللہ تعالیٰ نے سب سے اچھی چیز یعنی جنت کا وعدہ فرما لیا ہے البتہ جنت میں ان کے درجات میں فرق ہے کہ فتحِ مکہ سے پہلے خرچ کرنے والوں کا درجہ بعد میں خرچ کرنے والوں سے اعلیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

مہاجرین اور انصار صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کا مقام دیگر صحابہ سے بلند ہے

آیت کے اس حصے ''اُولٰٓىٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً'' سے معلوم ہوا کہ مہاجرین اور انصار صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی عظمت اور ان کا مقام دیگر صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے بہت بلند ہے۔ انہیں میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ بھی شامل ہیں اور ان کی عظمت کی گواہی خود

1......مسلم، کتاب الزکاة، باب بیان ان الید العلیا خیر من الید السفلی... الخ، ص۵۱۵، الحدیث: ۹۷(۱۰۳۶).

2......مسلم، کتاب الزکاة، باب تغلیظ عقوبة من لا یؤدی الزکاة، ص۴۹۵، الحدیث: ۳۰(۹۹۰).

اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں دے رہا ہے۔اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جوان کی شان میں زبانِ طعن دراز کرتے اورانہیں برے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے، سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’میرے صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ (ان کی شان یہ ہے کہ) تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کردے تو وہ صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ میں سے کسی کے ایک مُد بلکہ اس کے نصف (خیرات کرنے) تک نہیں پہنچ سکتا۔ [1]

حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان

یہاں حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان کے بارے میں ایک انتہائی ایمان افروز واقعہ ملاحظہ فرمائیں، چنانچہ حضرت عبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ہم تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر تھے اور ان کے پاس حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی حاضر تھے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک عباء (یعنی پاؤں تک لمبا کوٹ) پہنے ہوئے تھے اور اسے آگے سے باندھا ہوا تھا۔اس وقت حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نازل ہوئے اور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے سلام پیش کیا اور عرض کی: یارسولَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، یہ کیا بات ہے کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اس حال میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ ایک ایسی عباء (یعنی پاؤں تک لمبا کوٹ) پہنے ہوئے ہیں جسے سامنے سے کانٹوں کے ساتھ جوڑا ہوا ہے۔رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’اے جبریل! عَلَیْہِ السَّلَام، (ان کی یہ حالت اس لئے ہے کہ) انہوں نے اپنا سارا مال مجھ پر خرچ کردیا تھا۔حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: آپ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سلام پیش کیجئے اور ان سے فرمائیے کہ اللّٰہ تعالیٰ آپ سے فرما رہا ہے کہ تم اپنے اس فقر پر مجھ سے راضی ہو یا ناراض۔حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام تمہیں اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے سلام پیش کررہے ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض۔(یہ سن کر) حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور عرض کرنے لگے: کیا میں اپنے رب تعالیٰ سے ناراض ہوسکتا ہوں،

1......بخاری ، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم... الخ، ٥٢٢/٢، الحدیث: ٣٦٧٣.

میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں۔[1]

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَ لَهٗۤ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ﴿۱۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: کون ہے جو اللّٰہ کو قرض دے اچھا قرض تو وہ اس کے لیے دونے کرے اور اس کو عزت کا ثواب ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: کون ہے جو اللّٰہ کو اچھا قرض دے تو اللّٰہ اس کیلئے اس کو کئی گنا بڑھا دے گا اور اس کیلئے اچھا اجر ہے۔

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا : کون ہے جو اللّٰہ کو اچھا قرض دے۔﴾ اس آیت میں اللّٰہ تعالیٰ نے تاکید کے ساتھ لوگوں کو مسلمانوں کی حمایت میں، کفار کے ساتھ جہاد کرنے میں اور فقیر ومحتاج مسلمانوں کی مدد کرنے میں اپنا مال خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو خوش دلی کے ساتھ اپنا مال راہِ خدا میں خرچ کرے تاکہ اللّٰہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے خرچ کرنے کا ثواب اسے کئی گُنا تک بڑھا کر دے اور اس اضافے کے ساتھ ساتھ اس کے لئے اچھا اجر ہے اور اسے اس کے اعمال کا ثواب اللّٰہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی بارگاہ میں قبولیت کے ساتھ دیا جائے گا۔

یہاں آیت میں اللّٰہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کو قرض سے اس طور پر تعبیر فرمایا گیا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اپنی راہ میں خرچ کرنے پر جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔[2]

راہِ خدا میں خرچ کرنے کا ثواب

راہِ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے اور اس کا ثواب بیان کرتے ہوئے ایک اور مقام پر اللّٰہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

1 ......حلیة الاولیاء، سفیان الثوری، ۷/۱۱۵، الحدیث: ۹۸۴۵.

2 ......تفسیر کبیر، الحدید، تحت الآیة: ۱۱، ۱۰/۴۵۴، مدارك، الحدید، تحت الآیة: ۱۱، ص۱۲۰۸، جلالین مع صاوی، الحدید، تحت الآیة: ۱۱، ۶/۲۱۰۵، ملتقطاً.

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةًؕ وَ اللّٰهُ یَقْبِضُ وَ یَبْصُۜطُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ (1)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ہےکوئی جو اللہ کو اچھا قرض دے تو اللہ اس کے لئے اس قرض کو بہت گنا بڑھا دے اور اللہ تنگی دیتا ہے اور وسعت دیتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

اور ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍؕ وَ اللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانے کی طرح ہے جس نے سات بالیاں اگائیں، ہر بالی میں سو دانے ہیں اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے۔

اللہ تعالٰی کی راہ میں خرچ کرنے کے معاملے میں صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے جذبے کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیں، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ’’جب یہ آیت ’’مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا‘‘ نازل ہوئی تو حضرت ابو دحداح انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، کیا اللہ تعالٰی چاہتا ہے کہ ہم قرض دیں؟ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’ہاں اے ابو دحداح! حضرت ابو دحداح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اپنا دستِ اقدس مجھے دکھائیے، حضرت ابو دحداح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دستِ اقدس تھام کر عرض کی: میں نے اپنا باغ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بطورِ قرض پیش کر دیا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ’’ان کے باغ میں 600 کھجور کے درخت تھے اور اُمِّ دحداح اور ان کے بچے بھی اسی میں رہتے تھے، حضرت ابو دحداح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ آئے اور انہوں نے پکارا: اے اُمِّ دحداح! انہوں نے عرض کی: لبیک میں حاضر ہوں، حضرت ابو دحداح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے

1 ……بقرہ: ۲۴۵.

2 ……بقرہ: ۲۶۱.

فرمایا: آپ اس باغ سے نکل چلیں کیونکہ میں نے اس باغ کو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بطورِ قرض پیش کردیا ہے۔ (1)

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ ۚ

ترجمۂ کنزالایمان: جس دن تم ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ اُن کا نور ان کے آگے اور ان کے دہنے دوڑتا ہے ان سے فرمایا جارہا ہے کہ آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں تم اُن میں ہمیشہ رہو یہی بڑی کامیابی ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جس دن تم مومن مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کی دائیں جانب دوڑ رہا ہے (فرمایا جائے گا کہ) آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں تم ان میں ہمیشہ رہو، یہی بڑی کامیابی ہے۔

﴿يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ: جس دن تم مومن مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے بارے میں خبر دی کہ قیامت کے دن تم مومن مَردوں اور ایمان والی عورتوں کو پل صراط پر اس حال میں دیکھو گے کہ ان کے ایمان اور بندگی کا نور ان کے آگے اور ان کی دائیں جانب دوڑ رہا ہے اور وہ نور جنت کی طرف اُن کی رہنمائی کررہا ہے اور (پل صراط سے گزر جانے کے بعد) ان سے فرمایا جائے گا کہ آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، تم ان میں ہمیشہ رہو گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ (2)

1 ......شعب الایمان ، باب الثانی و العشرین من شعب الایمان ... الخ، فصل فی الاختیار فی صدقة التطوّع ... الخ، ۳/۲۴۹، الحدیث: ۳۴۵۲.

2 ......مدارك، الحدید، تحت الآیة: ۱۲، ص۱۲۰۸-۱۲۰۹، خازن، الحدید، تحت الآیة: ۱۲، ۲۲۸/۴-۲۲۹، ملتقطاً.

اسی نور کے بارے میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًاؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ یُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ یُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُۙ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗۚ نُوْرُهُمْ یَسْعٰى بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ بِاَیْمَانِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَ اغْفِرْ لَنَاۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (1)

ترجمۂ کنزالعرفان: اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جس کے بعد گناہ کی طرف لوٹنا نہ ہو، قریب ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے مٹادے اور تمہیں ان باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں جس دن اللہ نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو رسوا نہ کرے گا، ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں دوڑتا ہوگا، وہ عرض کریں گے، اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور پورا کردے اور ہمیں بخش دے، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "یَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ" کے بارے میں فرماتے ہیں "ایمان والوں کو ان کے اعمال کے مطابق نور عطا کیا جائے گا (جس کی روشنی میں وہ پل صراط پار کریں گے، حتّٰی کہ) ان میں سے بعض مومن ایسے ہوں گے جن کا نور پہاڑ کی مانند ہوگا اور بعض مومن ایسے ہوں گے جن کا نور کھجور کے درخت کی مثل ہوگا اور ان میں سے سب سے کم نور اس شخص کا ہوگا جس کا نور اس کے انگوٹھے پر ہوگا جو کہ کبھی روشن ہوگا اور کبھی بجھ جائے گا۔ (2)

یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْۚ قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًاؕ فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌؕ بَاطِنُهٗ فِیْهِ الرَّحْمَةُ وَ ظَاهِرُهٗ

1 ......تحریم: ۸.

2 ......مصنف ابن ابی شیبه، کتاب الزهد، کلام ابن مسعود رضی الله عنه، ۸/۱٦٤، الحدیث: ٤۳ .

مِنۡ قِبَلِهِ الۡعَذَابُ ؕ﴿۱۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹو وہاں نور ڈھونڈو وہ لوٹیں گے جبھی ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہے اس کے اندر کی طرف رحمت اور اس کے باہر کی طرف عذاب۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہم پر نظر کردو ہم تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کرلیں، کہا جائے گا: تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ تو وہاں نور ڈھونڈو، جبھی ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا جس کے اندر کی طرف رحمت اور اس کے باہر کی طرف عذاب ہوگا۔

﴿ یَوۡمَ یَقُوۡلُ الۡمُنٰفِقُوۡنَ وَ الۡمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا: جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے۔﴾ یہاں سے منافقوں کے بارے خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن جب مسلمان بڑی تیزی کے ساتھ جنت کی طرف جارہے ہوں گے تو اس وقت منافق مرد اور منافقہ عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ’’ہم پر بھی ایک نظر کردو تاکہ ہم تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کرلیں اور اس روشنی میں ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں۔ مومنوں کی طرف سے انہیں کہا جائے گا کہ تم جہاں سے آئے تھے وہیں لوٹ جاؤ اور وہاں نور ڈھونڈو۔ اس کے ایک معنی یہ ہیں کہ تم حساب کی جگہ کی طرف لوٹ جاؤ جہاں ہمیں نور دیا گیا ہے اور وہاں سے نور طلب کرو۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ تم ہمارا نور نہیں پاسکتے لہٰذا نور کی طلب کے لئے پیچھے لوٹ جاؤ۔ پھر وہ نور کی تلاش میں واپس ہوں گے اور کچھ نہ پائیں گے، دوبارہ مومنین کی طرف پھریں گے تو اس وقت ان مومنین اور منافقین کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی جائے گی اور اس میں ایک دروازہ ہوگا جس سے جنتی جنت میں چلے جائیں گے، اس دروازے کے اندر کی طرف جنت اور اس کے باہر کی طرف عذاب ہوگا۔ اس دیوار کے بارے میں بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ یہی اَعراف ہے۔ (1)

1 ......روح البیان، الحدید، تحت الآیۃ: ۱۳، ۹/۳۶۰-۳۶۲، مدارک، الحدید، تحت الآیۃ: ۱۳، ص۱۲۰۹، ملتقطاً۔

نوٹ: اس دیوار کے بارے میں مفسرین کے اور بھی اَقوال ہیں۔

يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَ لٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَ تَرَبَّصْتُمْ وَ ارْتَبْتُمْ وَ غَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ غَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: منافق مسلمانوں کو پکاریں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں مگر تم نے تو اپنی جانیں فتنہ میں ڈالیں اور مسلمانوں کی برائی تکتے اور شک رکھتے اور جھوٹی طمع نے تمہیں فریب دیا یہاں تک کہ اللّٰہ کا حکم آ گیا اور تمہیں اللّٰہ کے حکم پر اس بڑے فریبی نے مغرور رکھا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: منافق مسلمانوں کو پکاریں گے: کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ وہ کہیں گے: کیوں نہیں، مگر تم نے تو اپنی جانوں کو فتنے میں ڈالا اور (مسلمانوں کے نقصان کے) منتظر رہے اور شک میں پڑے رہے اور جھوٹی خواہشات نے تمہیں دھوکے میں ڈالے رکھا یہاں تک کہ اللّٰہ کا حکم آ گیا اور بڑے فریبی نے تمہیں اللّٰہ کے بارے میں دھوکے میں ڈالے رکھا۔

﴿يُنَادُوْنَهُمْ: وہ مسلمانوں کو پکاریں گے۔﴾ اس آیت میں منافقین اور مومنین کے درمیان ہونے والے مکالمے کو بیان کیا گیا ہے، چنانچہ دیوار کھڑی ہو جانے اور عذاب کا مشاہدہ کرنے کے بعد منافق مسلمانوں کو اس دیوار کے پیچھے سے پکاریں گے اور کہیں گے کہ کیا دنیا میں ہم تمہارے ساتھ نمازیں نہیں پڑھتے تھے اور تمہارے ساتھ روزے نہیں رکھتے تھے؟ مومنین کہیں گے: کیوں نہیں، تم ظاہری طور پر ہمارے ساتھ ہی تھے لیکن تم نے تو منافقت اور کفر اختیار کر کے اپنی جانوں کو فتنے میں ڈالا اور گناہوں میں اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی میں لگے رہے اور مسلمانوں کے نقصان کے منتظر رہے اور دینِ اسلام کی حقّانِیَّت میں شک کرتے رہے اور جھوٹی خواہشات نے تمہیں دھوکے میں

ڈالے رکھا اور تم ان باطل امیدوں میں رہے کہ مسلمانوں پر مَصائب آئیں گے تو وہ تباہ ہو جائیں گے یہاں تک کہ موت کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا حکم آ گیا اور بڑے فریبی شیطان نے تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکے میں ڈالے رکھا کہ اللہ تعالیٰ بڑا حلیم ہے، تم پر عذاب نہ کرے گا اور نہ مرنے کے بعد اُٹھنا ہے نہ حساب ہوگا، تم اس کے اس فریب میں آ گئے۔ (1)

اس آیت میں بیان کی گئی منافقین کی صفات کو سامنے رکھتے ہوئے ہر مسلمان کو اپنی حالت پر غور کرنا چاہئے کہ ان میں سے کوئی صفت اس میں تو نہیں پائی جاتی، اگر پائی جاتی ہو تو فوراً اس سے چھٹکارا پانے کی کوشش کرے تا کہ وہ اُخروی رسوائی سے بچ سکے۔

فَالْیَوْمَ لَا یُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْیَةٌ وَّ لَا مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِیَ مَوْلٰىكُمْ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۱۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو آج نہ تم سے کوئی فدیہ لیا جائے اور نہ کھلے کافروں سے تمہارا ٹھکانہ آگ ہے وہ تمہاری رفیق ہے اور کیا ہی بُرا انجام۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو آج نہ تم سے کوئی فدیہ لیا جائے گا اور نہ ہی کھلے کافروں سے۔ تمہارا ٹھکانہ آگ ہے، وہ آگ ہی تمہاری ساتھی ہے اور کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔

﴿فَالْیَوْمَ لَا یُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْیَةٌ: تو آج نہ تم سے کوئی فدیہ لیا جائے گا۔﴾ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ منافقوں کو مسلمانوں سے ممتاز کر دے گا تو ارشاد فرمائے گا ''اے منافقو! آج تم سے کوئی فدیہ نہیں لیا جائے گا جسے دے کر تم اپنی جان کو عذاب سے بچا سکو اور نہ ہی کھلے کافروں سے فدیہ لیا جائے گا۔ تمہارا ٹھکانہ آگ ہے اور تم اس کے علاوہ کسی اور

---

1 ......روح البیان ، الحدید ، تحت الآیۃ : ۱۳، ۳۶۲/۹ ، خازن، الحدید، تحت الآیۃ: ۱۳، ۲۲۹/۴، مدارک، الحدید، تحت الآیۃ: ۱۳، ص۱۲۰۹، ملتقطاً.

ٹھکانے کی طرف کبھی نہیں لوٹو گے، وہ آگ ہی تمہاری ساتھی ہے اور وہ آگ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ فدیہ نہ لئے جانے کا معنی یہ ہے کہ آج تم سے ایمان قبول کیا جائے گا اور نہ ہی توبہ قبول کی جائے گی۔ (1)

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّۙ وَ لَا یَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْؕ وَ كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ اُن کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کے لیے جو اترا اور ان جیسے نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر مدت دراز ہوئی تو ان کے دل سخت ہوگئے اور ان میں بہت فاسق ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: کیا ایمان والوں کیلئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد اور اس حق کے لیے جھک جائیں جو نازل ہوا ہے اور مسلمان ان جیسے نہ ہوں جنہیں پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر مدت دراز ہوگئی تو ان کے دل سخت ہوگئے اور ان میں بہت سے فاسق ہیں۔

﴿ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا : کیا ایمان والوں کیلئے ابھی وہ وقت نہیں آیا۔﴾ اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ (اپنے دولت سرائے اقدس سے) باہر آئے اور مسجد میں صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے، وہ لوگ آپس میں ہنس رہے تھے۔ آپ ان کے پاس اس حال میں آئے کہ آپ کی چادر مبارک گھسٹ رہی تھی اور چہرۂ انور سرخ تھا۔ آپ نے (ان سے) ارشاد فرمایا "تم ہنس رہے ہو حالانکہ ابھی تک تمہارے رب کی طرف سے امان نہیں آئی کہ اس نے

1......تفسیر طبری، الحدید، تحت الآیة: ۱۵، ۱۱/ ۶۸۰، روح البیان، الحدید، تحت الآیة: ۱۵، ۹/ ۳۶۲-۳۶۳، خازن، الحدید، تحت الآیة: ۱۵، ۴/ ۲۲۹، ملتقطاً.

تمہیں بخش دیا ہے اورتمہارے ہنسنے پر یہ آیت نازل ہوئی ہے" اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ" صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اس ہنسی کا کفارہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا اتنا ہی رونا۔ (1)

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کیا ایمان والوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور قرآن کی آیتیں پڑھی جائیں تو ان کے دل نرم پڑ جائیں۔

حضرت نافع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا جب اس آیتِ مبارکہ " اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ " کی تلاوت کرتے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور اتنا روتے کہ آپ بے حال ہو جاتے۔ (2)

اور اسی آیتِ مبارکہ کو سن کر بہت سے لوگ اپنے گناہوں سے تائب ہوئے اور ولایت کی عظیم منازل پر فائز ہوئے، یہاں ہم اس کے دو واقعات ذکر کرتے ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی توبہ

حضرت فضل بن موسیٰ رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں "حضرت فضیل بن عیاض رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (توبہ سے پہلے) ڈاکو تھے اور "ابیورد" اور "سرخس" کے درمیان ڈاکہ زنی کیا کرتے تھے، ان کی توبہ کا سبب یہ ہوا کہ انہیں ایک لونڈی سے عشق ہو گیا، ایک مرتبہ وہ اس کے پاس جانے کے لئے دیوار پر چڑھ رہے تھے کہ اس وقت کسی نے یہ آیت پڑھی " اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ " جونہی یہ آیت آپ نے سنی تو بے اختیار آپ کے منہ سے نکلا "کیوں نہیں میرے پروردگار! اب اس کا وقت آ گیا ہے۔ چنانچہ آپ دیوار سے اتر پڑے اور رات کو ایک سنسان اور بے آباد کھنڈر نما مکان میں جا کر بیٹھ گئے۔ وہاں ایک قافلہ موجود تھا اور شُرکائے قافلہ میں سے بعض کہہ رہے تھے کہ ہم سفر جاری رکھیں گے اور بعض نے کہا کہ صبح تک یہیں رک جاؤ کیونکہ فضیل بن عیاض ڈاکو اسی اَطراف میں رہتا ہے، کہیں وہ ہم پر حملہ نہ کر دے۔ آپ نے قافلے والوں کی باتیں سنیں تو غور کرنے لگے اور کہا: (افسوس) میں رات کے

1 ......در منثور، الحدید، تحت الآیة: ۱۶، ۸/۵۷.

2 ......ابن عساکر، عبد اللہ بن عمر بن الخطاب... الخ، ۱۲۷/۳۱.

وقت بھی گناہ کرتا ہوں اور (میرے گناہوں کی وجہ سے) مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ یہاں مجھ سے خوفزدہ ہو رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ مجھے ان کے پاس اس حال میں لایا ہے کہ میں اب اپنے جرم سے رجوع کر چکا ہوں، اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور اب میں (ساری زندگی) کعبۃُ اللہ کی مجاوری میں گزاروں گا۔ [1]

حضرت مالک بن دینار رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی توبہ

حضرت مالک بن دینار رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (توبہ سے پہلے) نشہ کے عادی تھے، آپ کی توبہ کا سبب یہ بنا کہ آپ اپنی ایک بیٹی سے بہت محبت کیا کرتے تھے، اس کا انتقال ہوا تو آپ نے شعبان کی پندرھویں رات خواب دیکھا کہ آپ کی قبر سے ایک بہت بڑا اژدھا نکل کر آپ کے پیچھے رینگنے لگا ہے، آپ جب تیز چلنے لگتے تو وہ بھی تیز ہو جاتا، پھر آپ ایک کمزور سن رسیدہ شخص کے قریب سے گزرے تو اس سے کہا "مجھے اس اژدھے سے بچائیں۔ انہوں نے جواب دیا" میں کمزور ہوں، رفتار تیز کرلو شاید اس طرح اس سے نجات پا سکو۔ تو آپ مزید تیز چلنے لگے، اژدھا پیچھے ہی تھا یہاں تک کہ آپ آگ کے ابلتے ہوئے گڑھوں کے پاس سے گزرے، قریب تھا کہ آپ اس میں گر جاتے، اتنے میں ایک آواز آئی: تو میرا اہل نہیں ہے۔ آپ چلتے رہے حتّٰی کہ ایک پہاڑ پر چڑھ گئے، اس پر شامیانے اور سائبان لگے ہوئے تھے، اچانک ایک آواز آئی: اس ناامید کو دشمن کے نرغے میں جانے سے پہلے ہی گھیر لو۔ تو بہت سے بچوں نے انہیں گھیر لیا جن میں آپ کی وہ بیٹی بھی تھی، وہ آپ کے پاس آئی اور اپنا دایاں ہاتھ اس اژدھے کو مارا تو وہ بھاگ گیا اور پھر وہ آپ کی گود میں بیٹھ کر یہ آیت پڑھنے لگی: "اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ" آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی اس بیٹی سے پوچھا "کیا تم (فوت ہونے والے) قرآن بھی پڑھتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا: "جی ہاں! ہم آپ (یعنی زندہ لوگوں) سے زیادہ اس کی معرفت رکھتے ہیں۔ پھر آپ نے اس سے اس جگہ ٹھہرنے کا مقصد پوچھا تو اس نے بتایا: "یہ بچے قیامت تک یہاں ٹھہر کر اپنے ان والدین کا انتظار کریں گے جنہوں نے انہیں آگے بھیجا ہے۔ پھر اس اژدھے کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا "وہ آپ کا برا عمل ہے۔ پھر اس ضعیف العمر شخص کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا: "وہ آپ کا نیک عمل ہے، آپ نے اسے اتنا کمزور کر دیا ہے کہ اس میں آپ کے برے عمل کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں، لہٰذا آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کریں اور ہلاک ہونے سے

1 ......شعب الایمان، السابع والاربعون من شعب الایمان... الخ، فصل فی محقرات الذنوب، ۵/۴۶۸، الحدیث: ۷۳۱۶.

بچیں۔ پھر وہ بلندی پر چلی گئی جب آپ بیدار ہوئے تو اسی وقت سچی توبہ کرلی۔ (1)

﴿ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ: **اور مسلمان ان جیسے نہ ہوں جنہیں پہلے کتاب دی گئی۔**﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان یہودیوں اور عیسائیوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا جنہیں ان سے پہلے کتاب (تورات اور انجیل) دی گئی، جب ان پر (ان کے اور ان کے انبیاءِ کرام عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے درمیان کی) مدت دراز ہوگئی تو (ان کا حال یہ ہوا کہ) انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تبدیلی کر دی اور اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت حاصل کرلی اور اس کتاب کو اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا اور مختلف نظریات اور عجیب و غریب اَقوال کے درپے ہوئے اور دینِ الٰہی کے اَحکام پر لوگوں کے کہنے کے مطابق عمل کرنے لگے اور انہوں نے اپنے علماء اور راہبوں کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اپنا رب مان لیا تو اس وقت ان کے دل سخت ہوگئے اور (اس سختی کی وجہ سے ان کا یہ حال ہوا کہ وہ) کسی نصیحت کو قبول کرتے ہیں اور نہ ہی جنت کی بشارت اور جہنم کی وعید سن کر ان کے دل نرم ہوتے ہیں۔ ان کے دل بھی فاسد اور اعمال بھی باطل ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو ان کے عہد توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دل سخت کردیئے۔ وہ اللہ کی باتوں کو ان کے مقامات سے بدل دیتے ہیں اور انہوں نے ان نصیحتوں کا بڑا حصہ بھلا دیا جو انہیں کی گئی تھیں۔

یعنی، ان کے دلوں میں فساد آچکا تھا جس کی وجہ سے وہ سخت ہوگئے تھے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تحریف کرنا ان کی فطرتِ ثانیہ بن چکی تھی، انہوں نے وہ کام کرنے چھوڑ دیئے جن کے کرنے کا انہیں حکم دیا گیا تھا اور ان کاموں کو کرنے لگ گئے جنہیں کرنے سے انہیں منع کیا گیا تھا، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُمورِ اصلیہ اور فرعیہ (یعنی عقائد و اَحکام) میں سے کسی ایک چیز میں بھی ان کی مشابہت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (3)

اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو سامنے رکھتے ہوئے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو اپنی صورت اور سیرت

---

1 ......روض الرياحين، الفصل الثاني في اثبات كرامات الاولياء، الحكاية الحادية والخمسون بعد المئة، ص۱۷۳.

2 ......مائده: ۱۳.

3 ......ابن كثير، الحديد، تحت الآية: ۱۶، ۸/۵۳.

یہودیوں اور عیسائیوں جیسی بناتے اور اس پر فخر محسوس کرتے ہیں اور ان لوگوں کو بھی نصیحت حاصل کرنی چاہیے جو مسلمان کہلانے کے باوجود مسلمانوں کو یہودی اور عیسائی نظریات اور ان کے طور طریقے اپنانے کی کسی بھی انداز میں ترغیب دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے، اٰمین۔

اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَاؕ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: جان لو کہ اللہ زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مرے پیچھے بے شک ہم نے تمہارے لیے نشانیاں بیان فرمادیں کہ تمہیں سمجھ ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جان لو کہ اللہ زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے بیشک ہم نے تمہارے لیے نشانیاں بیان فرمادیں تاکہ تم سمجھو۔

﴿ اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا: **جان لو کہ اللہ زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔**﴾ یعنی اے لوگو! تم جان لو کہ زمین کے خشک ہوجانے کے بعد اللہ تعالیٰ بارش برسا کر اور سبزہ اگا کر زمین کو زندہ کرتا ہے اور ایسے ہی دِلوں کو سخت ہوجانے کے بعد نرم کرتا ہے اور انہیں علم وحکمت سے زندگی عطا فرماتا ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا ''یہ ذکر کے دِلوں میں اثر کرنے کی ایک مثال ہے کہ جس طرح بارش سے زمین کو زندگی حاصل ہوتی ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دِل زندہ ہوتے ہیں۔ (1)

دل کی سختی کے اسباب اور اس کی علامات

یاد رہے کہ دل کی نرمی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور دل کی سختی بہت بڑی آفت ہے کیونکہ دل کی سختی کا انجام یہ ہوتا ہے کہ اس میں وعظ ونصیحت اثر نہیں کرتا، انسان کبھی اپنے سابقہ گناہوں کو یاد کرکے نہیں روتا اور اللہ تعالیٰ کی

1 ...... خازن، الحدید، تحت الآیة: ۱۷، ۴/۲۳۰، مدارك، الحدید، تحت الآیة: ۱۷، ص ۱۲۱۰، ملتقطاً.

آیات میں غور وفکر نہیں کرتا۔دل کی سختی کے مختلف اَسباب اور علامات ہیں،ان میں سے چند یہ ہیں:

(1)......اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت برتنا۔

(2)......قرآنِ پاک کی تلاوت نہ کرنا۔

(3)......موت کو یاد نہ کرنا۔

(4)......بیکار باتیں زیادہ کرنا۔

(5)......فحش گوئی کرنا۔

اب ان سے متعلق 6 اَحادیث ملاحظہ ہوں،

(1)......حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے۔رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:’’اس کی مثال جو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرے اور جو نہ کرے زندہ اور مردہ کی سی ہے۔‘‘ (1)

(2)......حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے۔نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا’’جس گھر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور جس گھر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا جائے ان کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔‘‘ (2)

(3)......حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے،رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا’’اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر زیادہ باتیں (یعنی بیکار باتیں) نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ زیادہ باتیں دل کی سختی ہے اور لوگوں میں اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور سخت دل والا ہے۔‘‘ (3)

(4)......حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے،حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا’’یہ دل ایسے زنگ آلود ہوتے رہتے ہیں جیسے لوہا پانی لگنے سے زنگ آلود ہو جاتا ہے۔عرض کی گئی:یارسولَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ،ان دلوں کی صفائی کس چیز سے ہوگی؟ارشاد فرمایا’’موت کو زیادہ یاد کرنے سے اور قرآنِ

1......بخاری، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللّٰہ عزوجل، ۴/۲۲۰، الحدیث: ۶۴۰۷ .

2......مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب استحباب صلاۃ النافلۃ... الخ، ص۳۹۳، الحدیث: ۲۱۱(۷۷۹).

3...... ترمذی، کتاب الزھد، ۶۲-باب منہ، ۴/۱۸۴، الحدیث: ۲۴۱۹ .

کریم کی تلاوت کرنے سے۔ (1)

(5)......حضرت ربیع بن انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’دنیا سے بے رغبت ہونے اور آخرت کی طرف راغب ہونے کے لئے موت کو یاد کرنا کافی ہے۔ (2)

(6)......حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’شرم وحیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے اور فحش گوئی سخت دلی سے ہے اور سخت دلی آگ میں ہے۔ (3)

اللّٰہ تعالیٰ ہمیں دل کی سختی سے محفوظ فرمائے اور دل کی نرمی عطا فرمائے، اٰمین۔

﴿ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ : **بیشک ہم نے تمہارے لیے نشانیاں بیان فرمادیں۔**﴾ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! بیشک ہم نے تمہارے لیے اپنی وحدانیّت اور قدرت پر دلالت کرنے والی نشانیاں بیان فرمادیں تاکہ تم ان سے اللّٰہ تعالیٰ کی قدرت کو سمجھو اور ان نشانیوں کے تقاضوں کے مطابق عمل کرکے دنیا و آخرت میں کامیاب ہوجاؤ۔ (4)

اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَ الْمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعَفُ لَهُمْ وَ لَهُمْ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ﴿۱۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللّٰہ کو اچھا قرض دیا ان کے دُونے ہیں اور ان کے لیے عزت کا ثواب ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللّٰہ کو اچھا قرض دیا ان کیلئے کئی گنا بڑھا دیا جائے گا اور ان کے لیے عزت کا ثواب ہے۔

---

1 ......شعب الایمان، التاسع عشر من شعب الایمان... الخ، فصل فی ادمان تلاوۃ القرآن، ۲/۳۵۲، الحدیث: ۲۰۱۴.

2 ......شعب الایمان، الحادی والسبعون من شعب الایمان... الخ، ۷/۳۵۲، الحدیث: ۱۰۵۵٤.

3 ......ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی الحیاء، ۳/٤۰٦، الحدیث: ۲۰۱٦.

4 ......خازن، الحدید، تحت الآیة: ۱۷، ٤/۲۳۰، ابو سعود، الحدید، تحت الآیة: ۱۷، ۵/٦۸٦، ملتقطاً.

﴿اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَ الْمُصَّدِّقٰتِ: **بیشک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں۔**﴾ ارشاد فرمایا کہ بے شک وہ مرد اور عورتیں جنہوں نے خوش دلی اور نیک نیت کے ساتھ حق داروں کو صدقہ دیا اور راہِ خدا میں خرچ کیا تو ان کیلئے صدقہ کرنے اور راہِ خدا میں خوش دلی کے ساتھ خرچ کرنے کا ثواب کئی گنا بڑھا دیا جائے گا اور ان کے لیے عزت کا ثواب ہے اور وہ جنت ہے۔[1]

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ ﳓ وَ الشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْؕ-لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَ نُوْرُهُمْؕ-وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ۠(۱۹)

ع ۲
۹
۱۸

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے اور اَوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں ان کے لیے ان کا ثواب اور اُن کا نور ہے اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخی ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی اپنے رب کے نزدیک صدّیق اور گواہ ہیں۔ ان کے لیے ان کا ثواب ہے اور ان کا نور ہے اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخی ہیں۔

﴿وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ: **اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں۔**﴾ اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں اور منافقوں کا حال بیان فرمایا اور اس آیت میں ایمان والوں اور کافروں کا حال بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں، ان کا اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک مقام یہ ہے کہ وہی کامل سچے اور گزری ہوئی امتوں میں سے جھٹلانے والوں پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔ ان کے لیے ان کے نیک عمل کا وہ ثواب ہے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور ان کا وہ نور ہے جو حشر میں ان کے ساتھ ہوگا اور

1 ......مدارك، الحديد، تحت الآية: ١٨، ص ١٢١٠، خازن، الحديد، تحت الآية: ١٨، ٤/٢٣٠، ملتقطاً.

جنہوں نے کفر کیا اور ہماری قدرت و وحدانیّت پر دلالت کرنے والی آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخی ہیں۔ (1)

اِعْلَمُوْۤا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِیْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِؕ كَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَكُوْنُ حُطٰمًاؕ وَ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِیْدٌۙ وَّ مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٌؕ وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا اس مینھ کی طرح جس کا اُگایا سبزہ کسانوں کو بھایا پھر سوکھا کہ تو اسے زرد دیکھے پھر روندن ہوگیا اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا اور دنیا کا جینا تو نہیں مگر دھوکے کا مال۔

ترجمۂ کنزالعرفان: جان لو کہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل کود اور زینت اور آپس میں فخر وغرور کرنا اور مالوں اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا ہے۔ (دنیا کی زندگی ایسے ہے) جیسے وہ بارش جس کا اُگایا ہوا سبزہ کسانوں کو اچھا لگا پھر وہ سبزہ سوکھ جاتا ہے تو تم اسے زرد دیکھتے ہو پھر وہ پامال کیا ہوا (بے کار) ہوجاتا ہے اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا (بھی ہے) اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے۔

﴿اِعْلَمُوْۤا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا: جان لو کہ دنیا کی زندگی تو صرف۔﴾ آخرت اور اس میں مخلوق کے اَحوال ذکر کرنے کے بعد اس آیت میں دنیا کی حقیقت بیان کی جارہی ہے تاکہ مسلمان اس کی طرف راغب نہ ہوں کیونکہ دنیا بہت کم نفع

1 ......تفسیر کبیر، الحدید، تحت الآیة: ۱۹، ۱۰/۴۶۲، جلالین، الحدید، تحت الآیة: ۱۹، ص۴۵۰، خازن، الحدید، تحت الآیة: ۱۹، ۴/۲۳۰، ملتقطاً.

والی اور جلد ختم ہو جانے والی ہے۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کے بارے میں پانچ چیزیں اور ایک مثال بیان فرمائی ہے۔وہ پانچ چیزیں یہ ہیں

(2،1)......دنیا کی زندگی تو صرف کھیل کود ہے جو کہ بچوں کا کام ہے اور صرف اس کے حصول میں محنت و مشقت کرتے رہنا وقت ضائع کرنے کے سوا کچھ نہیں۔

(3)......دنیا کی زندگی زینت و آرائش کا نام ہے جو کہ عورتوں کا شیوہ ہے۔

(5،4)......دنیا کی زندگی آپس میں فخر وغرور کرنے اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنے کا نام ہے۔اور جب دنیا کا یہ حال ہے اور اس میں ایسی قباحتیں موجود ہیں تو اس میں دل لگانے اور اس کے حصول کی کوشش کرتے رہنے کی بجائے ان کاموں میں مشغول ہونا چاہئے جن سے اُخروی زندگی سنور سکتی ہے۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دُنْیَوی زندگی کی ایک مثال ارشاد فرمائی کہ دنیا کی زندگی ایسی ہے جیسے وہ بارش جس کا اُگایا ہوا سبزہ کسانوں کو اچھا لگتا ہے، پھر وہ سبزہ کسی زمینی یا آسمانی آفت کی وجہ سے سوکھ جاتا ہے تو تم اس کی سبزی (سبز رنگ) جاتے رہنے کے بعد اسے زرد دیکھتے ہو، پھر وہ پامال کیا ہوا بے کار ہو جاتا ہے۔یہی حال دنیا کی اس زندگی کا ہے جس پر دنیا کا طلبگار بہت خوش ہوتا ہے اور اس کے ساتھ بہت سی امیدیں رکھتا ہے لیکن وہ انتہائی جلد گزر جاتی ہے۔اس دنیا کے مقابلے میں آخرت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا سخت عذاب بھی ہے جو دنیا کے طلبگاروں، لَہْو ولَعِب میں زندگی گزارنے والوں اور آخرت سے بے پرواہ لوگوں کیلئے ہے جو بطورِ خاص کفار ہیں جبکہ دوسری طرف آخرت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش اور اس کی خوشنودی بھی ہے جو اس آدمی کیلئے ہے جس نے دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دی۔اور حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے۔دنیا دھوکے کا سامان اس کے لئے ہے جو دنیا ہی کا ہو جائے اور اس پر بھروسہ کر لے اور آخرت کی فکر نہ کرے اور جو شخص دنیا میں رہ کر آخرت کا طلبگار رہو اور دُنْیَوی اَسباب سے بھی آخرت ہی کے لئے تعلق رکھے تو اس کے لئے دنیا آخرت کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔(1)

دنیا کے بارے میں اَحادیث اور اَقوال

یہاں دنیا سے متعلق چند اَحادیث اور بزرگانِ دین کے اَقوال ملاحظہ ہوں، چنانچہ

(1)......صاوی، الحدید، تحت الآیة: ۲۰، ۶/۲۱۰۹-۲۱۱۰، تفسیر کبیر، الحدید، تحت الآیة: ۲۰، ۱۰/۴۶۳-۴۶۴، خازن، الحدید، تحت الآیة: ۲۰، ۴/۲۳۰-۲۳۱، مدارك، الحدید، تحت الآیة: ۲۰، ص۱۲۱۰-۱۲۱۱، ملتقطاً.

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’دنیا ملعون ہے اور اس کی ہر چیز بھی ملعون ہے البتہ دنیا میں سے جو اللّٰہ تعالیٰ کے لئے ہے وہ ملعون نہیں۔ (1)

حضرت عبد اللّٰہ بن مِسور ہاشمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’اس بندے پر انتہائی تعجب ہے جو آخرت کے گھر کی تصدیق کرتا ہے لیکن وہ دھوکے والے گھر (یعنی دنیا) کے لئے کوشش کرتا ہے۔ (2)

حضرت ذو النُّون رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ اے مریدین کے گروہ! دنیا طلب نہ کرو اور اگر طلب کرو تو اس سے محبت نہ کرو، یہاں سے صرف زادِ راہ لو کیونکہ آرام گاہ تو اور ہے (یعنی آخرت ہے۔) (3)

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اشعار کی صورت میں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

دنیا کو تو کیا جانے یہ بِس کی گانٹھ ہے حرّافہ | صورت دیکھو ظالم کی تو کیسی بھولی بھالی ہے

شہد دکھائے، زہر پلائے، قاتل، ڈائن، شوہر کُش | اس مُردار پہ کیا للچایا دنیا دیکھی بھالی ہے

اللّٰہ تعالیٰ ہمیں دنیا میں رہ کر اپنی آخرت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

نوٹ: دنیا کی حقیقت اور اس کے بارے میں مزید تفصیل جاننے کے لئے امام غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی مشہور تصنیف ’’احیاء العلوم‘‘ کی تیسری جلد میں موجود باب ’’دنیا کی مذمت‘‘ کا مطالعہ فرمائیں۔

سَابِقُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿۲۱﴾

---

1 ……كنز العمال، كتاب الاخلاق، قسم الاقوال، حرف الزاى الزهد، ٧٧/٢، الجزء الثالث، الحديث: ٦٠٨٠.

2 ……مسند شهاب، الباب الثالث، الجزء الخامس، يا عجبا كل العجب... الخ، ٣٤٧/١، الحديث: ٥٩٥.

3 ……مدارك، الحديد، تحت الآية: ٢٠، ص١٢١٠-١٢١١.

ترجمۂ کنزالایمان: بڑھ کر چلو اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی جیسے آسمان اور زمین کا پھیلاؤ تیار ہوئی ہے ان کے لیے جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھ جاؤ جس کی چوڑائی آسمان وزمین کی وسعت جیسی ہے۔ اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لانے والوں کیلئے تیار کی گئی ہے، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

﴿ **سَابِقُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ: اپنے رب کی بخشش کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھ جاؤ۔** ﴾ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کے حقیر ہونے اور آخرت کے عظیم ہونے کو بیان فرمایا اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ان اعمال میں جلدی کرنے اور ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی ترغیب دی ہے جن کی بنا پر بندہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی بخشش اور جنت کا حق دار قرار پاتا ہے، چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے لوگو! دنیا کی زندگی بہت قلیل ہے، اس لئے وہ اعمال کرنے میں جلدی کرو اور ان میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ جاؤ جن کی وجہ سے تم اللہ تعالیٰ کی بخشش اور اس جنت کے حق دار ٹھہرو جس کی چوڑائی ایسی ہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں کے ٹکڑے ایک دوسرے سے ملا دیئے جائیں تو جتنے چوڑے وہ ہوں گے اتنی جنت کی چوڑائی ہے۔ یہ جنت ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت کا اقرار کرتے اور اس کے سب رسولوں کی تصدیق کرتے اور ان پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ جنت اللہ تعالیٰ کا وہ فضل ہے جو اس نے مسلمانوں پر فرمایا اور اللہ تعالیٰ اپنا فضل اپنی مخلوق میں سے جسے چاہے دے اور اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے کہ اسی نے دنیا میں لوگوں پر رزق وسیع کیا، انہیں نعمتیں عطا فرمائیں اور انہیں شکر کے مقامات کی پہچان کرائی پھر اپنی اطاعت وفرمانبرداری کرنے پر آخرت میں انہیں وہ جزا عطا فرمائی جو اس نے اطاعت گزاروں کے لئے تیار فرمائی ہے اور اس کا (کچھ) وصف ابھی بیان ہوا۔[1]

1......مدارك، الحديد، تحت الآية: ٢١، ص ١٢١١، خازن، الحديد، تحت الآية: ٢١، ٤/ ٢٣١، تفسير طبرى، الحديد، تحت الآية: ٢١، ١١/ ٦٨٥، ملتقطاً.

دعائے مغفرت نہایت محبوب شے ہے لہٰذا مسلمان بندے کو اپنی بخشش کی دعا کرتے رہنا چاہیے اور خصوصاً اگر گناہوں سے توبہ کر کے ہو اور نورٌ علیٰ نور یہ کہ بارگاہِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں حاضر ہو کر اپنی بخشش کی دعا کی جائے چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (1)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اللّٰہ سے بخشش مانگو، بیشک اللّٰہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جو کوئی برا کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللّٰہ سے مغفرت طلب کرے تو اللّٰہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

اور حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے ’’اے انسان! جب تک تو مجھ سے دعا کرتا اور امید رکھتا رہے گا میں تیرے گناہ بخشتا رہوں گا، چاہے تجھ میں کتنے ہی گناہ ہوں مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اے انسان! اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں، پھر تو بخشش مانگے تو میں بخش دوں گا مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اے انسان! اگر تو زمین بھر گناہ بھی میرے پاس لے کر آئے لیکن تو نے شرک نہ کیا ہو تو میں تجھے اس کے برابر بخش دوں گا۔ (3)

اور حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’تم میں سے کوئی اس طرح نہ کہے ’’یا اللّٰہ! عَزَّوَجَلَّ، اگر تو چاہے تو مجھے بخش۔ یا اللّٰہ! عَزَّوَجَلَّ، اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما۔ بلکہ یقین کے ساتھ سوال کرنا چاہئے کیونکہ اللّٰہ تعالیٰ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔ (4)

اور اللّٰہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

1 ……مزمل: ۲۰.

2 ……نساء: ۱۱۰.

3 ……ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی فضل التوبۃ والاستغفار... الخ، ۵/۳۱۸، الحدیث: ۳۵۵۱.

4 ……ترمذی، کتاب الدعوات، ۷۷-باب، ۵/۲۹۹، الحدیث: ۳۵۰۸.

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۪ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪۫ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ [1]

ترجمۂ کنزالعرفان: اور وہ لوگ کہ جب کسی بے حیائی کا ارتکاب کرلیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو اللّٰہ کو یاد کرکے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور اللّٰہ کے علاوہ کون گناہوں کو معاف کرسکتا ہے اور یہ لوگ جان بوجھ کر اپنے برے اعمال پر اصرار نہ کریں۔

اور اللّٰہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا [2]

ترجمۂ کنزالعرفان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے تو اے حبیب! تمہاری بارگاہ میں حاضر ہوجاتے پھر اللّٰہ سے معافی مانگتے اور رسول (بھی) ان کی مغفرت کی دعا فرماتے تو ضرور اللّٰہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، مہربان پاتے۔

دعا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے صدقے ایمان پر قائم رہنے اور گناہوں سے توبہ و استغفار کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ۚۖ (۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں اور نہ تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں ہے قبل اس کے کہ ہم اُسے پیدا کریں بے شک یہ اللّٰہ کو آسان ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: زمین میں اور تمہاری جانوں میں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ ہمارے اسے پیدا کرنے سے پہلے (ہی) ایک کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے بیشک یہ اللّٰہ پر آسان ہے۔

1 ......ال عمران: ۱۳۵.
2 ......النساء: ٦٤.

﴿مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ :زمین میں اور تمہاری جانوں میں جو مصیبت پہنچتی ہے۔﴾

اس آیت میں اللّٰہ تعالیٰ نے اپنی قضاء اور تقدیر کا بیان فرمایا ہے کہ اے لوگو! زمین میں قحط کی، بارش رک جانے کی، پیداوار نہ ہونے کی، پھلوں کی کمی کی اور کھیتیوں کے تباہ ہونے کی، اسی طرح تمہاری جانوں میں بیماریوں کی اور اولاد کے غموں کی جو مصیبت تمہیں پہنچتی ہے وہ ہمارے اسے (یعنی زمین کو یا جانوں کو یا مصیبت کو) پیدا کرنے سے پہلے ہی ہماری ایک کتاب لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی ہوتی ہے اور انہیں لوحِ محفوظ میں لکھ دینا ہمارے لئے آسان ہے۔ (1)

یاد رہے کہ بندے کو پہنچنے والی ہر مصیبت اس کی تقدیر میں لکھی ہوئی ہے اور ہر مصیبت اللّٰہ تعالیٰ کے حکم سے ہی پہنچتی ہے جیسا کہ ایک اور مقام پر اللّٰہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (2) ترجمۂ کنزُالعِرفان: ہر مصیبت اللّٰہ کے حکم سے ہی پہنچتی ہے۔

البتہ بعض مصیبتیں بعض وجوہات کی بنا پر بھی آتی ہیں اور یہ وجوہات بھی لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی ہیں، ان وجوہات میں سے ایک وجہ گناہ کرنا ہے۔ جیسا کہ اللّٰہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ (3) ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ تمہارے ہاتھوں کے کمائے ہوئے اعمال کی وجہ سے ہے اور بہت کچھ تو وہ معاف فرمادیتا ہے۔

اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’بندے کو جو چھوٹی یا بڑی مصیبت پہنچتی ہے وہ کسی گناہ کی وجہ سے پہنچتی ہے اور جو گناہ اللّٰہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ (4)

اور بسا اوقات مومن کے گناہوں کو معاف کرنے اور اس کے درجات کی بلندی کے لئے اسے مصیبت پہنچتی

---

1 ......مدارك، الحديد، تحت الآية: ٢٢، ص ١٢١١، خازن، الحديد، تحت الآية: ٢٢، ٤/٢٣١، ملتقطاً.

2 ......تغابن: ١١.

3 ......شوریٰ: ٣٠.

4 ......ترمذى، كتاب التفسير، باب ومن سورة الشورى، ٥/١٦٩، الحديث: ٣٢٦٣.

ہے، جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’مومن کو کانٹا چبھنے یا اس سے بڑی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس کی وجہ سے اللّٰہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے یا اس کی ایک خطا مٹا دیتا ہے۔ (1)

لہٰذا جس شخص پر کوئی مصیبت آئے تو اسے چاہئے کہ وہ اس بات پر یقین رکھے کہ یہ مصیبت اس کے نصیب میں لکھی ہوئی تھی اور اس بات پر غور کرے کہ کہیں اس سے کوئی ایسا گناہ صادر نہ ہوا ہو جس کے نتیجے میں اس پر یہ مصیبت آئی، نیز اللّٰہ تعالیٰ سے یہ امید رکھے کہ وہ اس مصیبت کے سبب اس کے گناہ مٹا دے اور اس کے درجات بلند فرما دے۔ ایسا کرنے سے ذہن کو سکون نصیب ہوگا، دل کو تسلی حاصل ہوگی اور مصیبت پر صبر کرنا بھی آسان ہو جائے گا۔ اللّٰہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

لِّكَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَ لَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِۙﹰ(۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اس لیے کہ غم نہ کھاؤ اس پر جو ہاتھ سے جائے اور خوش نہ ہو اس پر جو تم کو دیا اور اللّٰہ کو نہیں بھاتا کوئی اترونا بڑائی مارنے والا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تاکہ تم اس پر غم نہ کھاؤ جو تم سے جاتی رہے اور اس پر اتراؤ نہیں جو تمہیں اللّٰہ نے دیا ہے اور اللّٰہ ہر متکبر، بڑائی جتانے والے کو ناپسند کرتا ہے۔

﴿لِّكَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ: تاکہ تم اس پر غم نہ کھاؤ جو تم سے جاتی رہے۔﴾ یعنی تمہیں پہنچنے والی مصیبتیں لوحِ محفوظ میں لکھ دینے کی حکمت یہ ہے کہ دنیا کا جو ساز و سامان تمہارے ہاتھ سے جاتا رہے تم اس پر غم نہ کھاؤ اور دنیا کا جو مال و متاع اللّٰہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے تم اس پر خوش نہ ہو اور یہ سمجھ لو کہ جو اللّٰہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا ہے ضرور ہونا ہے، نہ غم کرنے

1 ......مسلم، کتاب البر والصلة والاداب، ص ١٣٩١، الحدیث: ٤٧(٢٥٧٢).

سے کوئی ضائع شدہ چیز واپس مل سکتی ہے اور نہ فنا ہونے والی چیز اترانے کے لائق ہے، تو ہونا یہ چاہیے کہ خوشی کی جگہ شکر اور غم کی جگہ صبر اختیار کرو۔

یہاں غم کی مذمت بیان ہوئی ہے اِس غم سے مراد انسان کی وہ حالت ہے جس میں صبر نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہنا نہ پایا جائے اور ثواب کی امید بھی آدمی نہ رکھے جبکہ خوشی سے وہ اِترانا مراد ہے جس میں مست ہو کر آدمی شکر سے غافل ہو جائے البتہ وہ رنج و غم جس میں بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور اس کی رضا پر راضی ہو ایسے ہی وہ خوشی جس پر حق تعالیٰ کا شکر گزار ہو ممنوع نہیں۔

حضرت امام جعفر صادق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ''اے فرزندِ آدم! کسی چیز کے فُقدان پر کیوں غم کرتا ہے؟ یہ اس کو تیرے پاس واپس نہ لائے گا اور کسی موجود چیز پر کیوں اِتراتا ہے؟ موت اس کو تیرے ہاتھ میں نہ چھوڑے گی۔ (1)

الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَ یَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِؕ-وَ مَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ(۲۴)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو آپ بخل کریں اور اَوروں سے بخل کو کہیں اور جو منہ پھیرے تو بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: وہ جو بخل کریں اور لوگوں کو بخل کرنے کا کہیں اور جو منہ پھیرے تو بیشک اللہ ہی بے نیاز، حمد کے لائق ہے۔

﴿اَلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ: وہ جو بخل کریں۔﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند نہیں فرماتا جو اپنے پاس مال اور دنیا کا ساز و سامان ہونے کے باوجود اس مال و دولت سے محبت اور اپنے نزدیک اس کی قدر کی وجہ سے

1 ......مدارك، الحديد، تحت الآية: ۲۳، ص ۱۲۱۱-۱۲۱۲، خازن، الحديد، تحت الآية: ۲۳، ۴/۲۳۱-۲۳۲، ملتقطاً.

اُس مال میں بخل کرتے ہیں اور اس مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور نیک کاموں میں خرچ نہیں کرتے اور وہ صرف اپنے بخل کو ہی کافی نہیں سمجھتے بلکہ لوگوں کو بھی بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں اور اپنا مال روک لینے کی ترغیب دیتے ہیں، اور جو واجب صدقات سے منہ پھیرے تو بیشک اللہ تعالیٰ ہی تمام مخلوق سے بے نیاز اور حمد کے لائق ہے۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ وہ یہودی جو سابقہ کتابوں میں لکھے ہوئے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اوصاف چھپاتے ہیں اور ان کے اوصاف بیان کرنے سے خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کا حکم دیتے ہیں تو ان کے لئے سخت وعید ہے اور جو ایمان لانے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرنے سے منہ پھیرے تو بیشک اللہ تعالیٰ ہی اپنی تمام مخلوق سے بے نیاز اور حمد کے لائق ہے تو ان سے کس طرح بے نیاز نہ ہوگا۔ [1]

راہِ خدا میں مال خرچ کرنے سے بخل کرنے اور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اوصاف چھپانے کی مذمت

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ یَّبْخَلُ ۚ وَ مَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ [2]

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ہاں ہاں یہ تم ہو جو بلائے جاتے ہو تاکہ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو تم میں کوئی بخل کرتا ہے اور جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان سے بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج ہو اور اگر تم منہ پھیرو گے تو وہ تمہارے سوا اور لوگ بدل دے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

اور سیّدُ المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اوصاف چھپانے والوں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک وہ لوگ جو ہماری اتاری ہوئی

1 ......خازن ، الحدید ، تحت الآیۃ : ٢٤ ، ٤/٢٣٢ ، مدارك، الحدید، تحت الآیۃ: ٢٤، ص ١٢١٢، جلالین، الحدید، تحت الآیۃ: ٢٤، ص ٤٥١، ملتقطاً.

2 ......سورہ محمد:٣٨.

وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓىٕكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ (1)

روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں حالانکہ ہم نے اسے لوگوں کے لئے کتاب میں واضح فرمادیا ہے توان پر اللہ لعنت فرماتا ہے اور لعنت کرنے والے ان پر لعنت کرتے ہیں۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۫ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۝۱۸۷ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور یاد کرو جب اللہ نے ان لوگوں سے عہد لیا جنہیں کتاب دی گئی کہ تم ضرور اس کتاب کو لوگوں سے بیان کرنا اور اسے چھپانا نہیں تو انہوں نے اس عہد کو اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا اور اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت حاصل کر لی تو یہ کتنی بری خریداری ہے۔ ہرگز گمان نہ کروان لوگوں کو جو اپنے اعمال پر خوش ہوتے ہیں اور پسند کرتے ہیں کہ ان کی ایسے کاموں پر تعریف کی جائے جو انہوں نے کئے ہی نہیں، انہیں ہرگز عذاب سے دور نہ سمجھو اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے بخل کرنا، لوگوں کو بخل کرنے کی ترغیب دینا، یونہی حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اوصاف چھپانا اور ان اوصاف کو چھپانے کی ترغیب دینا انتہائی مذموم اعمال ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے محفوظ رکھے، اٰمین۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝۲۵ ع ۳ ۶ ۱۹

1 ……بقرہ: ۱۵۹۔

2 ……ال عمران: ۱۸۷، ۱۸۸۔

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور عدل کی ترازو اُتاری کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں اور ہم نے لوہا اُتارا اس میں سخت آنچ اور لوگوں کے فائدے اور اس لیے کہ اللہ دیکھے اس کو جو بے دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے بے شک اللہ قوت والا غالب ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور عدل کی ترازو اتاری تا کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں اور ہم نے لوہا اتارا، اس میں سخت لڑائی (کا سامان) ہے اور لوگوں کے لئے فائدے ہیں اور تا کہ اللہ اس شخص کو دیکھے جو بغیر دیکھے اللہ اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے، بیشک اللہ قوت والا، غالب ہے۔

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ: بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا۔﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو ان کی امتوں کی طرف روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ ان چیزوں کو نازل فرمایا۔

(1)......دین کے اَحکام اور مسائل بیان کرنے والی کتاب۔

(2)......ترازو۔ ایک قول یہ ہے کہ یہاں ترازو سے مراد عدل ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہے کہ ہم نے عدل کا حکم دیا، اور ایک قول یہ ہے کہ ترازو سے وزن کرنے کا آلہ ہی مراد ہے، اور ترازو نازل کرنے سے مقصود یہ ہے کہ لوگ آپس میں تول کر چیزیں لینے دینے کے معاملے میں انصاف پر قائم ہوں اور کوئی کسی کی حق تلفی نہ کرے۔ مروی ہے کہ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس ترازو لائے اور فرمایا کہ اپنی قوم کو حکم دیجئے کہ اس سے وزن کریں۔

(3)......لوہا۔ مفسرین نے فرمایا کہ یہاں آیت میں ''اتارنا'' پیدا کرنے کے معنی میں ہے اور مراد یہ ہے کہ ہم نے لوہا پیدا کیا اور لوگوں کے لئے مَعادِن سے نکالا اور انہیں اس کی صنعت کا علم دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے چار بابرکت چیزیں آسمان سے

زمین کی طرف اتاریں،(1)لوہا۔(2)آگ۔(3)پانی۔(4)نمک۔ [1]

اورلوہے کا فائدہ یہ ہے کہ اس میں انتہائی سخت قوت ہے، یہی وجہ ہے کہ اس سے اسلحہ اور جنگی ساز وسامان بنائے جاتے ہیں اوراس میں لوگوں کیلئے اور بھی فائدے ہیں کہ لوہا صنعتوں اور دیگر پیشوں میں بہت کام آتا ہے۔

آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ لوہا نازل کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ اس شخص کو دیکھے جو جہاد میں لوہے کواستعمال کر کے اللّٰہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرتا ہے حالانکہ اس نے اللّٰہ تعالیٰ کو دیکھا نہیں ہوا، بیشک اللّٰہ تعالیٰ قوت والا، غالب ہے، اس کو کسی کی مدد درکار نہیں اور دین کی مدد کرنے کا اس نے جو حکم دیا یہ انہیں لوگوں کے فائدے کے لئے ہے۔ [2]

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ اِبْرٰهِیْمَ وَ جَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَ الْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَ كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک ہم نے ابراہیم اور نوح کو بھیجا اور اُن کی اولاد میں نبوّت اور کتاب رکھی تو ان میں کوئی راہ پر آیا اور ان میں بہتیرے فاسق ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اوران کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی تو ان میں کوئی ہدایت یافتہ ہے اوران میں بہت زیادہ فاسق ہیں۔

﴿ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ اِبْرٰهِیْمَ : اور بیشک ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا۔﴾ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے حضرت نوح اور حضرت ابراہیم عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو منصبِ رسالت سے مُشَرَّف فرمایا اور نبوت اور کتاب ان دونوں کی اولاد میں رکھی۔ چنانچہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد تمام انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ان کی اولاد

1 ......مسند الفردوس، باب الالف، ١/١٧٥، الحديث: ٦٥٦.

2 ......خازن، الحديد،تحت الآية: ٢٥، ٤/٢٣٢، مدارك، الحديد، تحت الآية: ٢٥، ص١٢١٢، روح البيان، الحديد، تحت الآية: ٢٥، ٩/٣٧٩-٣٨٠، جلالين، الحديد، تحت الآية: ٢٥، ص٤٥١، ملتقطاً.

سے ہوئے اور چاروں کتابیں یعنی توریت، انجیل، زبور اور قرآنِ پاک حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اولاد میں سے منصبِ رسالت پر فائز ہونے والوں پر نازل ہوئیں۔ آخر میں ارشاد فرمایا کہ ان دونوں رسولوں کی اولاد میں سے کچھ لوگ ہدایت یافتہ ہیں اور ان میں بہت زیادہ فاسق ہیں۔ (1)

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَ قَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ۬ وَ جَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّ رَحْمَةً ؕ وَ رَهْبَانِيَّةَ ا۟بْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: پھر ہم نے ان کے پیچھے اسی راہ پر اپنے اَور رسول بھیجے اور اُن کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور اسے انجیل عطا فرمائی اور اس کے پیرووں کے دل میں نرمی اور رحمت رکھی اور راہب بننا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی پھر اُسے نہ نباہا جیسا اس کے نباہنے کا حق تھا تو ان کے ایمان والوں کو ہم نے ان کا ثواب عطا کیا اور ان میں بہتیرے فاسق ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: پھر ہم نے ان کے پیچھے ان کے قدموں کے نشانات پر اپنے (مزید) رسول بھیجے اور ان کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور اسے انجیل عطا فرمائی اور اس کے پیروکاروں کے دل میں نرمی اور رحمت رکھی اور رہبانیت (دنیا سے قطع تعلق) کو انہوں نے خود ایجاد کیا، ہم نے ان پر یہ مقرر نہ کیا تھا ہاں اللہ کی رضا طلب کرنے کے لیے

1 ......خازن، الحدید، تحت الآیۃ: ۲۶، ۴/۲۳۲، جلالین، الحدید، تحت الآیۃ: ۲۶، ص ۴۵۱، ملتقطاً.

(انہوں نے یہ بدعت ایجاد کی) پھر اس کی ویسی رعایت نہ کی جیسی رعایت کرنے کا حق تھا تو ان میں ایمان والوں کو ہم نے ان کا ثواب عطا کیا اور ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں۔

﴿ثُمَّ قَفَّیْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا: پھر ہم نے ان کے پیچھے ان کے قدموں کے نشانات پر اپنے (مزید) رسول بھیجے۔﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح اور حضرت ابراہیم عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے زمانے تک یکے بعد دیگرے اپنے مزید رسول بھیجے اور ان کے بعد حضرت عیسیٰ بن مریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو بھیجا اور انہیں انجیل عطا فرمائی اور دین میں ان کی پیروی کرنے والے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت وشفقت رکھتے ہیں اور راہب بننا یعنی پہاڑوں، غاروں اور تنہا مکانوں میں خَلْوَت نشین ہونے، صَومَعہ بنانے، دنیا والوں سے میل جول ترک کرنے، عبادتوں میں اپنے اوپر زائد مشقتیں بڑھا لینے، نکاح نہ کرنے، نہایت موٹے کپڑے پہننے اور ادنیٰ غذا انتہائی کم مقدار میں کھانے کے عمل کو انہوں نے خود ایجاد کیا تھا اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ چیزیں مقرر نہ کی تھیں، البتہ یہ بدعت انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرنے کیلئے ایجاد کی لیکن پھر ان کے بعد والے اس کی ویسی رعایت نہ کر سکے جیسی رعایت کرنے کا حق تھا بلکہ اس کو ضائع کر دیا اور تثلیث واتحاد (یعنی تین خدا ماننے اور حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں خدائی اور انسانیّت کا اتحاد ماننے) میں مبتلا ہوئے اور حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دین سے کفر کر کے اپنے بادشاہوں کے دین میں داخل ہو گئے اور ان میں سے کچھ لوگ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دین پر قائم اور ثابت بھی رہے اور جب حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا مبارک زمانہ پایا تو حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر بھی ایمان لائے تو ان میں سے ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ نے ان کا ثواب عطا کیا اور ان میں سے بہت سے لوگ جنہوں نے رہبانیّت کو ترک کیا اور حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دین سے مُنْحَرِف ہو گئے، وہ نافرمان ہیں۔ (1)

بدعتِ حَسنہ جائز اور بدعتِ سَیِّئَہ ممنوع وناجائز ہے

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں ''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رہبانیّت اختیار کرنے پر ان کی مذمت نہیں فرمائی بلکہ اس پر جیسے عمل کرنے کا حق تھا (بعد والوں کے) ویسے عمل نہ کرنے پر ان کی مذمت فرمائی ہے اور ان کے ایجاد کئے ہوئے فعل کو بدعت کہا گیا اور ان کے برخلاف اس امت نے جس نئے کام کو نیکی کے طریقے کے طور پر

1 ......خازن، الحديد، تحت الآية: ٢٧، ٤/٢٣٣.

ایجاد کیا، ان کی عظمت وشرافت کی وجہ سے اسے سنت (یعنی طریقہ) کہا گیا جیسا کہ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً ''جس نے اسلام میں اچھی سنت (طریقہ) ایجاد کیا۔ (1)

اس حدیث میں حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ہمیں اسلام میں نیک طریقے نکالنے کی اجازت دی ہے اور اس کا نام سنت رکھا ہے اور اس طریقے کو نکالنے والوں اور اس طریقے پر عمل کرنے والوں کو اجر وثواب کی بشارت دی ہے۔ (2)

ابو عبداللّٰہ محمد بن احمد قرطبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہر نیا کام بدعت ہے تو جو اچھی بدعت نکالے اسے چاہئے کہ وہ اس پر ہمیشہ قائم رہے اور اس کی ضد (یعنی مخالف چیز) کی طرف عدول نہ کرے ورنہ وہ اس آیت (میں مذکور فسق) کی وعید میں داخل ہوگا۔ (جبکہ وہ مخالفت شریعت کے برخلاف ہو۔) (3)

حضرت علامہ مفتی نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ''اس آیت سے معلوم ہوا کہ بدعت یعنی دین میں کسی بات کا نکالنا اگر وہ بات نیک ہو اور اس سے رضائے الٰہی مقصود ہو تو بہتر ہے اس پر ثواب ملتا ہے اور اس کو جاری رکھنا چاہیے، ایسی بدعت کو بدعتِ حَسنہ کہتے ہیں البتہ دین میں بری بات نکالنا بدعتِ سَیِّئہ کہلاتا ہے، وہ ممنوع اور ناجائز ہے اور بدعتِ سَیِّئہ حدیث شریف میں وہ بتائی گئی ہے جو خلافِ سنت ہو، اس کے نکالنے سے کوئی سنت اُٹھ جائے۔ اس سے ہزار ہا مسائل کا فیصلہ ہوجاتا ہے جن میں آج کل لوگ اختلاف کرتے ہیں اور اپنی ہوائے نفسانی سے ایسے اُمورِ خیر کو بدعت بتا کر منع کرتے ہیں جن سے دین کی تَقْوِیَت وتائید ہوتی ہے اور مسلمانوں کو اُخروی فوائد پہنچتے ہیں اور وہ طاعات وعبادات میں ذوق وشوق کے ساتھ مشغول رہتے ہیں، ایسے اُمور کو بدعت بتانا قرآنِ مجید کی اس آیت کے صریح خلاف ہے۔ (4)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ

1 ......مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحثّ علی الصدقۃ ولو بشقّ تمرۃ... الخ، ص۵۰۸، الحدیث: ۶۹(۱۰۱۷).

2 ......روح البیان، الحدید، تحت الآیۃ: ۲۷، ۹/۳۸۴.

3 ......تفسیر قرطبی، الحدید، تحت الآیۃ: ۲۷، ۹/۱۹۳، الجزء السابع عشر.

4 ......خزائن العرفان، الحدید، تحت الآیۃ: ۲۷، ص۹۹۹۔

مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَ یَغْفِرْ لَكُمْؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌۙ﴿۲۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہارے لیے نور کردے گا جس میں چلو اور تمہیں بخش دیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ تو وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا اور وہ تمہارے لیے ایک ایسا نور کردے گا جس کے ذریعے تم چلو گے اور وہ تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ: اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالٰی نے اہلِ کتاب کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ایمان لانے والو! رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے معاملے میں اللہ تعالٰی سے ڈرو اور اس کے رسول محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لاؤ تو اللہ تعالٰی تمہیں دُگنا اجر دے گا کیونکہ تم پہلی کتاب اور پہلے نبی پر بھی ایمان لائے اور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور قرآنِ پاک پر بھی ایمان لائے اور وہ قیامت کے دن تمہارے لیے پل صراط پر ایک ایسا نور کردے گا جس (کی روشنی) کے ذریعے تم چلو گے اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لانے سے پہلے کے تمہارے سب گناہ بخش دے گا اور اللہ تعالٰی بخشنے والا مہربان ہے۔[1]

اہلِ کتاب میں سے ایمان لانے والوں کے لئے دُگنا اجر

اس آیت کی نظیر یہ آیت مبارکہ ہے

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ **ترجمۂ کنزُالعِرفان:** جن لوگوں کو ہم نے اس (قرآن) سے

1 ......خازن، الحدید، تحت الآیۃ: ۲۸، ۴/۲۳۴.

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾ اُولٰٓىٕكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا [1]

پہلے کتاب دی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔اور جب ان پر یہ آیات پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں: ہم اس پر ایمان لائے، بیشک یہی ہمارے رب کے پاس سے حق ہے۔ہم اس (قرآن) سے پہلے ہی فرمانبردار ہو چکے تھے۔ان کو ان کا اجر دُگنا دیا جائے گا کیونکہ انہوں نے صبر کیا۔

اور حضرت ابو بردہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''تین آدمیوں کے لئے دُگنا اجر ہے۔(1) اہلِ کتاب میں سے وہ شخص جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر (بھی) ایمان لایا۔(2) وہ غلام جو اللّٰہ تعالٰی کا حق بجالائے اور اپنے مالکوں کے حقوق (بھی) پورے کرے۔(3) وہ آدمی جس کے پاس لونڈی ہو تو وہ اس سے وطی کرے اور اسے تہذیب و تعلیم کے زیور سے خوب آراستہ کرے، پھر اسے آزاد کرنے کے بعد اس کے ساتھ نکاح کرلے تو اس کے لئے دُگنا ثواب ہے۔ [2]

لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَیْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ ع

ترجمۂ کنزالایمان: یہ اس لیے کہ کتاب والے کافر جان جائیں کہ اللّٰہ کے فضل پر ان کا کچھ قابو نہیں اور یہ کہ فضل اللّٰہ کے ہاتھ ہے دیتا ہے جسے چاہے اور اللّٰہ بڑے فضل والا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تاکہ اہلِ کتاب جان لیں کہ وہ اللّٰہ کے فضل میں سے کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے اور یہ کہ سارا فضل اللّٰہ کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللّٰہ بڑے فضل والا ہے۔

ع ۴ ۲۰

1 ......قصص: ۵۲-۵٤.

2 ......مشكاة المصابيح، كتاب الايمان، الفصل الاول، ١/٢٣، الجزء الاول، الحديث: ١١.

﴿لِئَلَّا یَعۡلَمَ اَهۡلُ الۡكِتٰبِ: تاکہ اہلِ کتاب جان لیں۔﴾ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب اوپر والی آیت نازل ہوئی اور اس میں اہلِ کتاب میں سے مومنین کو سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے اوپر ایمان لانے پر دُگنے اجر کا وعدہ دیا گیا تو اہلِ کتاب میں سے کفار نے کہا ''اگر ہم حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لائیں تو ہمیں دگنا اجر ملے گا اور اگر ایمان نہ لائیں تو ہمارے لئے ایک اجر جب بھی رہے گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اُن کے اس خیال کو رد کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب کو آخری نبی پر ایمان لانے کا حکم اس لئے دیا ہے تاکہ اہلِ کتاب جان لیں کہ محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لائے بغیر وہ اللہ تعالیٰ کے فضل یعنی دُگنے اجر، نور اور مغفرت میں سے کچھ نہیں پاسکتے کیونکہ جب وہ سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ پر ایمان نہیں لائے تو ان کا پہلے انبیاء عَلَیۡهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ایمان لانا بھی ان کے لئے مفید نہ ہوگا، اور وہ یہ بھی جان لیں کہ سارا فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے دیتا ہے کیونکہ وہ قادر اور مختار ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ (1)

1 ......خازن، الحدید، تحت الآیة: ۲۹، ۴/ ۲۳۴.

فہرست

سورۂ حجرات

سورۂ حدید کی فضیلت

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سونے سے پہلے مُسَبِّحات (سورتوں) کی تلاوت فرماتے اور ارشاد فرماتے: ان سورتوں میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔

(ترمذی، 4/422، حدیث:2930)

یاد رہے کہ مُسَبِّحات سے مراد وہ سورتیں ہیں جن کی ابتداء میں تسبیح کی آیات ہیں۔ جیسے سورۂ حدید، سورۂ حشر، سورۂ صف، سورۂ جمعہ اور سورۂ تغابُن۔

978-969-722-324-4
01013343

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی
UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278
www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net

DAWAT-E-ISLAMI